الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ

مسمّٰی بہ

اظہار الصدق
فی
ابطال الکذب والفسق

بجواب رسالہ الفضل حسین واعظ

مطبع سعید المطابع واقع بنارس مین طبع ہوا

سنہ ۱۳۰۵

رومین عجب عجب طرحکا ڈھنگ نکالا ہے کسی نے محض افترا بندیکا جال پھیلایا۔ کسی نے سب وشتم لکھکر اہلحدیث کا دل دکھایا۔ غرض ایسی ایسی شرارتین کرتے ہین جنکا کچھ حد وحساب نہین اللھم احفظنا من شرورھم اور سنت محمدیہ وطریقۂ احمدیہ کے مٹانے مین بڑے بڑے زور لگاتے ہین لیکن بجز سیاہ کرنے اپنے نامۂ اعمال کے انکو اور کچھ نصیب نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے عاملین بالکتاب والسنہ کی روز بروز ترقی ہوتی چلی جاتی ہے اللھم زد فزد ثم زد اور قیام قیامت تک یہی ایک طریقۂ محمدیہ ناجیہ جو ما انا علیہ واصحابی کا پورا پورا مصداق ہے جاری رہیگا انشاء اللہ تعالی اور کل فرق ضالہ مٹ جائینگے حضرت امام محمد مہدی اور حضرت عیسی علیہما السلام کے فقط آنیکی دیر ہے اسوقت مین ہر طرف مذہب محمدی وطریق احمدی کا ڈنکا بجیگا اور تمام مذاہب باطلہ کے لوگ اپنے اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کرکے مذہب محمدی اختیار کرینگے لیکن جو کہ شقی ازلی ہین انکو یہ نعمت عظمی جسکے ذریعہ سے دیدار الہی حاصل ہو اور جنات نعیم مین ٹھکانا ملے ہرگز حاصل نہوگی اور آخیر کو وہ خالدین فی النار ہو جائینگے الغرض اس فرقۂ حنفیہ مرجیہ کو فیہ مبتدعہ ضالہ نے حد سے زیادہ فتنہ برپا کر رکھا ہے چنانچہ چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک شخص نے فدوی کے استاذ جناب مولانا مولوی محمد سعید صاحب سے جو کہ علم قرآن وتفسیر وحدیث مین بڑے ماہر ہین اور صرف ونحو ومعانی و بیان وبدیہ ومنطق ومعقول وفقہ واصول وغیر علوم کے جامع ہین یہ مسئلہ دریافت کیا کہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہیئے یا نہین مولانا صاحب موصوف نے فرمایا کہ ضرور فاتحہ پڑھنی چاہیئے اسکے سوا نماز جائز نہین ہوتی یہ مسئلہ بہت احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر منسوخہ سے ثابت ہے۔ پس سائل نے یہ مسئلہ مولانا موصوف سے سنکر اپنے چند احباب کے آگے بیان کیا انھون نے اسکے جواب مین کہا کہ ہمارے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ۝ الذی لہ ملک السموات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا ۝ الصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وسید المرسلین وشفیع المذنبین الذی بعثہ بالحق بشیرا ونذیرا ۝ وعلی الہ واصحابہ الذین فازوا منہ فوزا کبیرا ۝ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم ۝ امین ثم امین یا رب العلمین - امابعد

تنبیہ [illegible] عفا عنہ رب المنان خدمت مین صاحبان ذوی انصاف عاقلان دور از اعتساف کے عرض پرداز ہے کہ اس زمانے مین اہل بدعت نے جو کہ خارج از [illegible] اور [illegible] راہ ضلالت مین گرفتار ہین عالمان سنت نبی کریم علیہ التسلیم کے

اپنے استاذ یا اور کسی صاحب تحصیل عالم کو بلا لائیں تو وہ آ کر مباحثہ کو ین اسوقت
تو ان طلبار اور اونکے ہمراہیونکو بڑی شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی اسلئے
کہ فی الحقیقت یہ علم سے معرا تھے اور بظاہر پیرایۂ علما مین آئے تھے اب یہان
انکی قلعی کھل گئی آخر لاچار ہو کر انمین سے ایک شخص مسمی کریم بخش طالب العلم کو
جو بہ نسبت اور اپنے ساتھیون کے ذرا زیادہ پڑھا ہوا تھا بولا کہ بیشک ہمارے
مین کوئی مولوی اور عالم نہین ہے ہم سب بیچارے طالب العلم ہین لیکن مین
بہت علمار کی صحبت مین رہا ہون مین چاہتا ہون کہ آپ سے گفتگو کرون تب
مولانا مولوی محمد سعید صاحب موصوف نے فرمایا کہ صرف علمار کی مصاحبت
سے آدمی بحث علمی کرنیکے قابل نہین ہوتا جبتک علما سے علم حاصل نہ کرلے
تب اُن صاحبون نے جو بانی مجلس تھے مولانا صاحب سے عرض کیا انھو
یہ لوگ آگئے ہین اور یہ کچھ سوال کیا چاہتے ہین انکو اجازت دیجیے تاکہ
وہ سوال کرین اور کریم بخش مذکور نے بھی اس بات کا دعوی کیا کہ اگرچہ ہم
عالم نہین ہین لیکن اس مسئلہ خاص یعنی سورہ فاتحہ کے بارہ مین ہم گفتگو
بخوبی کرسکتے ہین ہمارے اُستاذ نے اس مسئلہ کو ہمین خوب سمجھایا ہے
اور دلائل بھی بتلائے ہین اسوقت مولانا صاحب موصوف نے انکو سوال
کرنے کی اجازت دی تب کریم بخش طالب العلم نے سوال کیا کہ قرآۃ فاتحہ نماز جہریہ
اور سریہ مین فرض ہے یا واجب بہر تقدیر ہر ایک نمازی یعنی امام اور مقتدی
اور منفرد پر ہے یا صرف امام و منفرد پر ہے مقتدی پر نہین مولانا صاحب
موصوف نے جواب مین فرمایا کہ قرآۃ فاتحہ ہر ایک نمازی منفرد امام مقتدی
پر نماز سریہ ہو خواہ جہریہ فرض ہے اور فرضیت اسکی احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ
مشہورہ غیر منسوخہ سے ثابت ہے اور خاص کر مقتدی کے حق مین سورہ

حنفیہ فرقہ کے لوگ قراۃ خلف الامام سے منع کرتے ہین اب ہم بے علم لوگ ہین کسطرح
معلوم کرین کہ کون حق کہتا ہے خیر انھون نے آپسمین مشورہ کیا کہ مدرسہ عالیہ
سے مولویون کو بلا کر اُن مولویصاحب سے جو کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ
پڑہنے کا فتوی دیتے ہین مباحثہ کرائین تاکہ معلوم ہو کہ کسکے پاس دلائل قوی
ہین اور تقریر مین کون غالب رہتا ہے حق و ناحق اسی سے ثابت ہو جایگا پھر
وہ اشخاص استاذ صاحب موصوف کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ
ہماری یہ صلاح ہے کہ مولویصاحبان کو مدرسہ عالیہ سے بلوائین اور آپ وے
اس مسئلہ مین گفتگو کرین مولانا صاحب نے فرمایا بیشک بلوالو لیکن ایک شرط ہے
کہ جو شخص آوے مناظرہ کرنیکو وہ قرآن و حدیث و فقہ و اصول سے خوب واقف ہو
تاکہ ثمرۂ بحث مرتب ہو ورنہ لائق خطاب نہوگا۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ چند اشخاص مسمیان
کریم بخش و امام الدین و عبد الغنی طلبہ جو ہنوز اہل علم کے روبرو ابجد خوان
محسوب ہوتے ہین مع اپنے چند رفقا کے بتاریخ ۲۲ ماہ رجب المرجب
سنہ ۱۳۰۴ ہجری کو بازار چاندنی واقع شہر کلکتہ مین مولانا صاحب موصوف کے پاس مسئلہ
مذکورہ مین مناظرہ کرنیکو آئے۔ جو صاحب ان اشخاص مذکورہ سے واقف
تھے اُنسے دریافت کیا گیا کہ یہ صاحب جو تشریف لائے ہین کون ہین مدرسین
مین سے کوئی مولویصاحب ہین یا دوسرے اُنھون نے جواب دیا کہ ان مین تو کوئی
مولوی ہے نہین اتنا ہم جانتے ہین کہ یہ طالب العلم ہین وہ بھی منتہی نہین بعض
تو کچھ اردو فارسی پڑہتے ہین اور بعض فقہ و اصول کی ابتدای کتابین پڑہتے ہین
تب مولانا صاحب ممدوح نے علانیہ برسر مجلس فرمایا کہ یہ صاحب جو بقصد مناظرہ آئے
ہین انمین کوئی عالم تو ہے نہین یہ سبھی مبتدی طالب العلم ہین یہ کیا مناظرہ کر سکینگے
یہ تو ابھی طفل مکتب ہین ابھی تو یہ جا کر علم تحصیل کرین پھر مناظرہ کرنیکو آئین یا نہین

کی سند مین محمد بن اسحق راوی شیعہ ہے یہ حدیث حجت کے قابل نہین آپنے
اسکو کیون پڑہا جواب مین انسکے کہا گیا کہ بتلاؤ اس سند مین محمد بن اسحق کہان
ہے اور کتاب پیش کیگئی تو اوس طالب العلم مذکور نے نہایت ندامت اوٹھائی
ایک مجمع کثیر مین پھر سائل مذکور بے شعور نے کہا کہ لاصلوۃ مین نفی کمال کی ہے
پس حدیث کا یہ معنی ہوا کہ نماز کامل نہین تو اسوقت سائل مذکور کو قاعدہ اصول کا
سنایا گیا کہ لائے نفی جنس حقیقۃً ذات کی نفی کے لیے آتا ہے اور مجازاً نفی
صفت کے لیے اور حقیقی معنی جب تک ممکن ہو مجازی معنی لینا جائز نہین
پس جب نفی ذات صلوۃ شرعی یہان ممکن ہے تو وہی مراد ہے لیس حدیث کا
ترجمہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہین پڑہتا
اُسکی نماز نہین ہوتی تب اُس نے کہا کہ اچھا حدیث لاصلوۃ لجار المسجد
الا فی المسجد کا کیا جواب دو گے مولانا صاحب موصوف نے جواب مین فرمایا
کہ یہ حدیث موضوع ہے تمھارا تمثیلاً اس حدیث کو ذکر کرنا لغو ہے بلکہ تمثیل
اس حدیث کے ساتھ دینے تو ٹھیک تھا لاصلوۃ الا بطھور یعنی بغیر وضو کے
نماز نہین ہوتی کیونکہ جیسے وضو ایک شرط ہے شرایط نماز سے اسکے سوا
نماز نہین ہوتی ایسے ہی قراۃ فاتحہ بھی ایک فرض ہے فرائض نماز سے چنانچہ
ہم فرضیت اسکی ثابت کردکھائینگے اسکے بغیر بھی نماز نہوگی آخرش طالب العلم
مذکور نے کہا کہ مین مانتا ہون مانتا ہون مانتا ہون کہ حدیث لاصلوۃ لمن
لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب صحیح ہے اور لاصلوۃ مین نفی ذات ہے نفی کمال نہین
لیکن یہ حدیث آیۃ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کے مخالف ہے تب مولانا صاحب
موصوف نے فرمایا کہ تمھارے اصول کی کتاب نور الانوار مین لکھا ہوا ہے
کہ آیۃ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا اور آیۃ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ

فاتحہ پڑھنے کے بارہ مین احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ نبی کریم علیہ التسلیم سے وارد ہوئی ہین اور اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین الی یوم الدین کا اسپر عمل وہ زمان نبوی وبعد از زمان نبوی اور فتوی اونکے ساتھ اسانید صحیحہ کے الی یومنا ثابت اور ایسا ہی اکثر تابعین و تبع تابعین وغیرہم اہل علم رحم اللہ تعالی علیہم کے فتوے اور عمل ثابت ہین چنانچہ اس مسئلہ کا ثبوت کہ قراۃ فاتحہ کے سوا کسی نمازی کی نماز نہین ہوتی تواتر کو پہنچکیا جیسا کہ فرمایا امام بخاری رحمہ اللہ تعالی علیہ نے اپنے رسالہ قرأۃ خلف الامام مین جسکو جزء القراۃ بھی کہتے ہین و تواتر الخبر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوۃ الا بقراءۃ ام القرآن ترجمہ اور متواتر خبر پہنچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتھ پڑھنے سورہ فاتحہ کے۔ پس سائل مذکور نے کہا کہ وہ کے سب دلائل جنکا حوالہ آپ دیتے ہین ہم لوگونکو سنا دیجیے لیکن ہر دلیل پر مین کچھ سوال کرونگا آپ ساتھ کے ساتھ جواب دیتے جائینگا مولانا صاحب نے فرمایا بہتر ہے آپ ہین وہ دلائل سناتا ہون لیکن بیشتر وہ احادیث سناؤنگا جو عموماً سب نمازیون کے حق مین وارد ہوئی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ اسانید صحیحہ کے بعد کو جو بالتخصیص منفردی کے حق مین وارد ہوئی ہین پھر صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین وغیرہم اہل علم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وافعال قرأۃ خلف الامام کے بارہ مین جو آجتک اسانید قویہ کے ساتھ ثابت و محفوظ ہین سناؤنگا سو مولویصاحب ممدوح نے یہ حدیث پڑھ سنائی۔ قال البخاری انبئنا سفیان قال حدثنا الزہری عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب۔ پس طالب العلم مذکور نے کہا کہ اس حدیث

پھر ان طلباء مذکورہ مفرورہ نے جا کر مشہور کیا کہ ہم نو گفتگو مین غالب رہے اور مولویصاحب موصوف ہار گئے اور انھون نے ایک شخص مسمی تفضل حسین حجام بہاند الواعظین راس الشیاطین شاہجہانپوری سے مکر جو کہ قدرے قلیل اردو وفارسی جانتا تھا اور مجلس معہودہ مین بھی حاضر تھا ایک رسالہ مسمی بہ غلبۃ الاسلام مملوا فتراؤ اتہام شائع کروایا کہ جسمین مناظرہ کا حال بالکل غلط لکھا ہے اور کلمات ناشائستہ اہلحدیث کے حق مین عموماً اور جناب سید المحدثین وعمدۃ المفسرین مولنا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب وجناب نواب والا جاہ صاحب بہادر وغیرہما کے حقمین خصوصاً لکھے ہین اور وہ رسالہ ایک صاحب میرے احباب سے یہان لائے اور روبرو موحدین محمدیین کے جو جلسۂ مذکورہ مین حاضر تھے وہ پڑہا گیا سامعین موصوفین نے سنتے ہی اس رسالہ کے کہا کہ اسمین تو بالکلیہ کذب وافترا معمور ہے اور برعکس معاملہ مسطور ہے اسکا رد تر کی بترکی ضرور ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اگرچہ تفضل حسین حجام کذاب مشہور ہے لیکن بندہ کو بھی اظہار صدق وابطال کذب منظور ہے پس باوجود کم فرصتی کے فدوی نے بعون اللہ الملک الغفار رد لکھنا شروع کیا اور نام رسالہ ہذا کا **اظہار الصدق فی ابطال الکذب والفسق** رکھا فہا انا اشرع فی المقصود اللہ حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر غفرانک ربنا والیک المصیر۔ **قول تفضل حسین** کہ مابین حنفیان اہل سنت والجماعت وہابیان ولامذہبان اہل ضلالت کے۔ **اقول** چہ خوش میان مٹھو تو ابھی حنفیونکو جو لوہے پورے نافرمان اللہ تعالی ورسول صلعم کے ہین اہل سنت والجماعت سے شمار کرتا ہے اور محمدیین متبعین اللہ تعالی ورسول صلعم کو معاذ اللہ اہل ضلالت سے گمان کرتا ہے بلکہ تجکو یون کہنا لازم تھا کہ مابین حنفیان اہل ضلالت ومحمدیان اہلسنت والجماعت

القُرْآنُ یہ دونون آیتین مقتدی کے حق مین متعارض ہین کیونکہ آیۃ فَاقْرَءُوْا سے اسکو پڑہنے کا حکم ہے اور آیۃ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ سے اسکو پڑہنے کی ممانعت نکلتی ہے پس مقتدی کے حق مین یہ دونون آیتین ساقط ہوگئین قاعدہ اذا تعارضا تساقطا سے اب حدیث کیطرف رجوع کیا جائیگا مخفی نرہے کہ اس الزامی جواب سے مولانا صاحب کے چند مقصود تھے اول یہ ہے کہ سائل کو اوسکے مذہب کی کتاب سے جواب دینا چاہیے یا تو وہ اسکو مانیگا یا انکار کریگا اگر شق اول ہے تو فبہا اوسکی تشفی ہو جائیگی اور ہمارا مطلوب بھی ثابت اور ایسے بیوقوف کی ساتھ کون زیادہ مغز زنی کرے جب ادنی بات مین مطلب حاصل ہوا اور اگر شق ثانی ہے تو یہ الزام اونپر قائم ہیگا اور پھر جوابات تحقیقی اسکو دیے جائینگے۔ دویم یہ کہ انکا امتحان بھی اس سے ہو جائیگا آیا کتنی ایک علمیت رکھتے ہین کیونکہ کریم بخش کو تو یہ دعوی تھا کہ مین اپنے اصول و فقہ سے واقف اور اس مسئلہ خاص مین خوب دست رس رکھتا ہون اور اسکے ساتھ عبدالغنی و امام الدین وغیرہ تھے جو کہ اپنے آپکو مولوی کہلاتے ہین اور جہال مین کھڑے ہوکر اپنا فخر جتاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بڑے عالم ہین چنانچہ مولانا صاحب نے جب اسکو بیان کیا تو کریم بخش طالب علم نے اس بات کا صاف انکار کیا کہ نور الانوار مین یہ بات نہین ہے تب اُنکے آگے کتاب نور الانوار پیش کیگئی اور کہا گیا کہ پڑھو اس عبارت کو اور اسکا مطلب بیان کرو کیا ہے اُسوقت کسی نے اس عبارت کو نہ پڑہا اور سب کے سب اوٹھکر بھاگ گئے کَاَنَّہُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ غرض کہ مولوی صاحب نے یہ جواب انکو الزامی دیا تھا نہ یہ کہ وہ تحقیقی جواب تھا جیسا کہ بعض نادان لوگ سمجھ گئے جنکو علم سے کچھ مس نہین اور فہم سے رس نہین

[illegible]

وكل من يعمل بكتاب الله وسنة رسوله فهو من اهل السنة والجماعة الحقة ينتج المحمديون كلهم من اهل السنة والجماعة الحقة۔

ترجمہ محمدی سب کے سب عمل کرتے ہین قرآن وحدیث پر اور جو شخص عمل کرتا ہے قرآن وحدیث پر لیس وہی اہل سنت اور جماعت حقہ سے ہے۔ اب نتیجہ اس شکل نے لبعد سقوط حد اوسط کے یہ دیا کہ محمدی سب کے سب اہل سنت اور جماعت حقہ سے ہین بیان صغریٰ یہ ہے کہ محمدی لوگ پورے قرآن وحدیث پر عمل کرنیوالے ہین جیسا کہ اظہر من الشمس پس یہی لوگ فرمانبردار اللہ و رسول کے ہوئے اور انھین کے لیئے اللہ جلشانہ نے درجات مقرر کیئے ہین چنانچہ فرمایا وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۔ ترجمہ اور جو کوئی کہا مانے اللہ اور اوسکے رسول کا داخل کریگا اُسکو بہشتوں مین کہ بہتی ہین نیچے اُنکے نہرین ہمیشہ رہنے والے ہین اُسمین اور یہ ہے مراد پانا بڑا ۔ اور یہی لوگ امت قائمہ ہین جنکی شان مین آنحضرت صلعم کا فرمان وارد ہوا ہے عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ترجمہ معاویہؓ سے روایت ہے کہ سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ رہیگی امت میری سے ایک جماعت ثابت اللہ کے حکم پر نہ ضرر دیگا اُنکو جو شخص جو ذلیل کریگا اُنکو اور نہ وہ جو مخالفت کریگا اونسے یہانتک کہ امر اللہ کا آجائیگا یعنی قیامت اور وہ لوگ اوپر اوسی طریقہ کے قائم رہینگے ۔ اور یہی لوگ محمدی اہل حدیث اور طائفہ منصورہ ہین عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ

کے اسجگہہ دو دعوے ہین اول یہ کہ الحنفیون من اهل الضلالة ثانی یہ کہ المحمدیون من اهل السنة والجماعة اب ہرایک کا ثبوت شکل اول سے جوکہ بدیہی الانتاج ہے سننا چاہیئے **ثبوت** دعوی اولی الحنفیون المبتدعون کلهم تعرضون عن کتاب الله و سنة رسوله اذا کان رای صاحبهم مخالفا لکتاب الله و سنة رسوله وکل من یعرض عن الکتاب والسنة اذا کان کذلك فهو من اهل الضلالة ینتج الحنفیون المبتدعون کلهم من اهل الضلالة **ترجمہ** حنفیین مبتدعین سب کے سب روگردانی کرتے ہین کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے جبکہ اون کے امام کی راے قرآن و حدیث کے برخلاف ہو۔ اور جو شخص روگردانی قرآن و حدیث سے کرے جبکہ ہو البباعیں وہ گمراہوں سے ہے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ حنفیین مبتدعین گمراہون سے ہین صغری بدیہی الثبوت ہے کیونکہ ہم ظاہر ظاہر دیکھتے ہین کہ جب ان احناف بے انصاف کے آگے قرآن و حدیث پیش کیا جاتا ہے اور وے اپنے امام کی راے کو اوسکے مخالف پاتے ہین تو بے دھڑک کہہ اوٹھتے ہین کہ ہمکو قرآن و حدیث سے کیا کام ہمتو مقلد امام ابو حنیفہ کے ہین جو انھون نے کہا ہے ہم وہی مانین گے ورنہ ہمارے مذہب کا ستیاناس ہو جائیگا پس اسوقت مین یہ ٹھیک ٹھیک معرضین عن الکتاب والسنة ہین جبکہ صغری بدیہی الثبوت ٹھہرا تو اوسکے ثبوت کے لیے ہمکو برہان قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہ رہی اور کبری بھی بین الثبوت ہے کیونکہ جو شخص قرآن و حدیث سے منہہ موڑنے والا ہے بیشک وہ اللہ و رسول کا نافرمان ہے وَمَن یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝ اور جو شخص نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی پس البتہ وہ گمراہ ہوگیا گمراہ ہونا ظاہر۔ **ثبوت** دعوے ثانیہ المحمدیون کلهم یعملون بکتاب الله و سنة رسوله

بدل وجان قبول نہ کرین تب تک اللہ تعالیٰ قسم کھاکے فرماتا ہے کہ وہ مومن نہین اور ہرگز
انکو ایمان نہین - اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی فرمانبرداری کو اپنی فرمانبرداری ٹھرائی
وہی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ جس نے کہا مانا
رسول کا اُسنے کہا مانا اللہ کا وَقَالَ النَّبِيُّ صلعم اَيُّكُمْ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗ
اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى مُحَمَّدٍ ترجمہ اور فرمایا نبی کریم علیہ التسلیم نے جسمین تملوگ
جھگڑو تو فیصلہ اُسکا اللہ تعم کیطرف اور محمدؐ کیطرف ہے - اب فیصلہ نبوی بیان کیا جاتا ہے
اسکو سنو اور اگر مومن ہو تو اُسے بدل وجان قبول کر لو اور جو اسپر عمل کرنیوالے ہین
اونپر زبان طعن مت دراز کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ - اور اللہ سے ڈرو حق ڈرنے
اوسکیکا - اور خود بھی اسپر عمل کرو اور ناحق اپنی نمازین برباد مت کرو - اور آیۃ
فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ کے مصداق
نہ بنو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مقابل مین لوگون کی قیل و
قال کو ہیچ سمجھو بلکہ ہیچ ہی سمجھو تاکہ فلاح دارین حاصل کرو - اور اگر مومن نہین ہو تو
کاہیکو فیصلہ نبوی مانوگے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ خیر اور بھائی مومنین اس سے
فائدہ اُٹھائینگے اور اسی فیصلہ نبوی سے ہمارا مدعی بھی ثابت ہو جائیگا اور وہ
مدعی یہ ہے کہ قرأۃ فاتحہ ہر نمازی پر فرض ہے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد
بشرطیکہ انمین قدرت قرأۃ فاتحہ کی ہو یعنی سورہ فاتحہ پڑھ سکتے ہون لیکن اتنی
بات ہے کہ مقتدی سریہ اور جہریہ نماز و نمین آہستہ پڑھیگا **اب** پہلے وہ حدیثین
لکھی جاتی ہین جن سے عموماً سب نمازیون کے لئے قرأۃ فاتحہ کی فرضیت ثابت
ہوتی ہے **بخاری شریف** مین ہے حدیث بیان کی ہمسے علی بیٹے عبد اللہ نے

حدیث اول

کہا حدیث کی ہمسے سفیان نے کہا حدیث کی ہمسے زہری نے محمود بیٹے ربیع سے
اوسنے عبادہؓ بیٹے صامت سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فِيكُمْ وَلَا يَزَالُ الطَّائِفَةُ مِنْ اُمَّتِي مَنْصُورِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِي هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِي وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ **ترجمہ** روایت ہے معاویہ بیٹے قرہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فساد مین پڑین اہل شام پس نہین بہتری ہے تمھارے مین اور ہمیشہ رہینگے ایک جماعت کے لوگ فتحمند نہ ضرر دیگا انکو وہ شخص جو ذلت دے انکو یہانتک کہ برپا ہو قیامت کہا ابن المدینی نے وہ لوگ اہل حدیث ہین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کبری بدیہی الثبوت ہے اسکے بیان کی کچھ حاجت نہین۔ تمہارا جو دعوی تھا کہ حنفیہ اہل ضلالہ اور محمدی اہل سنت والجماعت ثابت کر دکھایا۔ **قولہ** بابت قرأۃ سورہ فاتحہ خلف امام کے نزاع ہے **اقول** میان مٹھو کچھ خبر بھی ہے کہ منازعۃ یعنی جب آپسمین جھگڑا واقع ہو تو کیا کرنا چاہیئے اب گوش ہوش سے سن قال اللہ تعالی فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۵ **ترجمہ** پس اگر جھگڑو تم کسی چیز مین تو پھیرو اسکو اللہ اور رسول کیطرف اگر ایمان رکھتے ہو تم اللہ اور روز آخرت کے ساتھ۔ وقال تعالی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۵ **ترجمہ** اور فرمایا اللہ تعالی نے پس قسم ہے تیرے رب کی انکو ایمان نہوگا یہانتک کہ تجھی کو منصف جانین اوسمین کہ جھگڑا واقع ہوا ہے انکے درمیان پھر نپاوین اپنے دلونمین تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول رکھین مانکر۔ **ف** یعنی مسائل اختلافیہ مین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبتک منصف نہ بناوین اور آپکے اقوال وافعال سے جو امر ثابت ہوا انکو

مِنْ غَیْرِھَا وَلَیْسَ غَیْرُھَا عِوَضًا مِنْھَا سورہ فاتحہ اورونکا عوض ہوسکتی ہے اور
اور چیزین فاتحہ کا عوض نہین ہوتین — اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کے
سارے راوی ثقہ ہین بلکہ اکثر راوی امام ہین انتہی ما فی النیل والتلخیص والنووی
والبدر — اور کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے ابو نعیم نے سنا اونسے ابن عیینہ سے
اونسے زہری سے اونسے محمود سے اونسے عبادۃ بن الصامتؓ سے انھون
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ نہین نماز
ہوتی مگر سورہ فاتحہ کے ساتھ ف لا صلوٰۃ مین جاننا چاہیئے کہ اصل نفی مین
نفی ذات ہے اور ذات کی نفی یہان ممکن — پس یہی مراد ہے اسلیئے کہ ان احادیث
مین نماز سے نماز شرعی مراد ہے نہ لغوی — کیونکہ شارع شرعیات کی تعریف
کرتا ہے نہ امور لغویہ کے اور مرکب جیسے کل اجزا کے انتفا سے منتفی ہوتا ہے
ویسے ہی بعض اجزا کے انتفا سے بھی منتفی ہوجاتا ہے پس جیسے کسی نے نماز
کے کل ارکان ادا نہ کیئے اوسکی نماز نہین ہوتی ویسے ہی جس نے ایک رکن نماز کا مثلاً رکوع
یا سجدہ یا قرأۃ فاتحہ ترک کیا اوسکی نماز بھی نہین ہوتی اصل مسئلہ لا نفی جنس کا
یہ ہے کہ یہ لا کلام عرب بین دو معنی مین مستعمل ہے اول معنی یہ کہ جس اسم جنس پر
یہ لا آتا ہے خود اوسکی نفی کرتا ہے اسکو نفی ذات کہتے ہین اور یہ اسکا حقیقی معنی
یعنی اصلی معنے ہین — دوم یہ کہ اوس اسم کی صفت کی نفی کرتا ہے اور اسکو نفی
صفت کہتے ہین اور یہ اسکا مجازی معنی ہے اصلی نہین — اور یہ قاعدہ ہے کہ
حقیقی معنی جبتک ممکن ہو مجازی معنی لینا جائز نہین پس لا صلوٰۃ مین جب
حقیقی معنی ممکن ہے جیساکہ بیان ہوچکا تو مجازی معنی ہرگز ہرگز یہانپر نہ لیا جائیگا
یعنی یون نہ کہینگے کہ نماز کامل نہین بلکہ یون کہینگے کہ نماز نہین ہوتی مگر ساتھ
سورہ فاتحہ کے مثالین معنی حقیقی کی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِطُھُوْرٍ

لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ نہین ہوتی نماز اوس شخص کی جو سورۂ فاتحہ نہین پڑہتا - اور امام بخاری نے رسالہ قراءۃ خلف الامام مین بھی اسکو روایت کیا - اور یہ حدیث مسلم مین بھی ہے - جاننا چاہیئے کہ بعض روایتون مین بفاتحۃ الکتاب کی جگہہ بِاُمِّ الْقُرْآنِ ہے مطلب دونونکا ایک ہی ہے کیونکہ فاتحۃ الکتاب اور اُمّ القرآن یہ دونون نام الحمد شریف کے ہین - اور عبادہ بن صامت کی

٢ حدیث کو دارقطنی نے اسطرح روایت کیا ہے لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃٌ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ نہین جائز ہوتی کوئی نماز اوسکی جس نے سورہ فاتحہ نہین پڑہی - اور کہا اسناد اس حدیث کی صحیح ہے اور رجال اسکے ثقات ہین - اور صحیح کہا اسکو ابن قطان نے - اور کہا یحیی اور حافظ نے کہ روایت کیا ابوبکر بن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ساتھ اسناد صحیح کے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابوحاتم بن حبان نے

٣ ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃٌ لَا یُقْرَأُ فِیْهَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ نہین جائز ہوتی وہ نماز کہ نہین پڑھی گئی ہے اوسمین سورۂ فاتحہ - اور امام احمد نے ان لفظون کے ساتھ روایت کیا لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ لَا یُقْرَأُ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ وہ نماز ہی قبول نہین جسمین الحمد شریف نہین پڑھی جاتی - اور اس باب مین ہے انس رض سے ترمذی مین - اور ابو قتادہ رض سے ابوداود و نسائی مین - اور عبد اللہ بن عمر رض سے ابن ماجہ مین - ابوسعید سے مسند احمد و ابوداود و ابن ماجہ مین - اور ابوالدرداء سے نسائی و ابن ماجہ مین - اور جابر رض سے ابن ماجہ مین - اور علی رض سے بیہقی مین - اور عائشہ سے مسند احمد و ابن ماجہ مین - اور ابوہریرہ رض سے ابوداود مین - اور

٤ حاکم نے اشہب کے طریق سے ابن عیینہ سے اور اوس نے زہری سے اور اوس نے محمود بن ربیع سے مرفوعًا روایت کیا ہے اُمُّ الْقُرْآنِ عِوَاضٌ

معنی نقصان اور فساد ہے اسی سے ہے قول اونکا اَخْدَجَتِ النَّاقَۃُ جبکہ بچہ جنے اونٹنی اوسکی مدت پوری ہونے سے پہلے اور بچہ کی پیدایش پوری ہونے سے پہلے اور یہ بچہ فاسد ہے **ف** یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جس نماز مین الحمد نہین پڑھی گئی وہ نماز ایسی ہے جیسے کچا بچہ گرا ہوا کہ ابھی اوسکی خلقت بھی پوری نہین ہوئی اور بیفائدہ ہے کیونکہ جب نماز کے رکن اعظم کو چھوڑ دیا تو گویا ابھی اوسکی صورت پوری نہین بنی اور ایسی نماز بیکار ہے اور اپنے عمل کو باطل کرنا ہے ایسی نماز پڑھکر اور اسکی سخت ممانعت ہے فرمایا اللہ تعالی نے لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ (ترجمہ) نہ برباد کرو تم اپنے عملون کو۔ یہ جو احادیث لکھی ہین سب صحیح صریح ہین اس امر مین کہ سورہ فاتحہ کے سوا نماز جائز ہی نہین ہوتی اور ان احادیث سے فرضیت قراءۃ فاتحہ کی ہر ایک نمازی کے لئے ثابت ہوگئی کیونکہ یہ حدیثین عام ہین پس حکم انکا ہر ایک نمازی امام مقتدی منفرد سبکو شامل ہے اب وہ حدیثین لکھی جاتی ہین جنسے خاصکر مقتدی کے حق مین الحمد شریف کا پڑہنا ثابت ہوتا ہے **مسلم** مین ہے۔ حدیث کی ہمسے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے کہا خبر دی ہمکو سفیان بن عیینہ نے علاء بن عبد الرحمن سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے ابی ہریرہ رضؓ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَءْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَھِیَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ فَقِیْلَ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِنَّا نَکُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِقْرَءْ بِھَا فِیْ نَفْسِکَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ

حدیث اول

جیسے اسمین نفی ذات ہے ویسے ہی لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ مین بھی نفی ذات ہے
موافق قاعدہ مذکورہ کے - اگر کوئی نادانی سے یون کہے کہ جب لا دو معنی سے
آتا ہے کہین تو ذات کی نفی کرتا ہے کہین صفت کی پس لَا صَلٰوۃَ مین ہمین شک
پڑ گیا کہ کونسا معنی لین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃٌ اور لَا تُقْبَلُ
صَلٰوۃٌ نے نیز سے اس شک کو بھی دفع کر دیا - اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو یہ اسکی
حماقت اور جہالت اور تعصب مذہبی ہے اور انکار ہے احادیث صحیحہ صریحہ کا
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے عمرو بن علی نے کہا حدیث کی
ہمسے محمد بن ابی عدی نے محمد بن عمر سے اوسنے عبد الملک بن مغیرہ سے اوس
ابی ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کُلُّ صَلٰوۃٍ لَا یُقْرَءُ
فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَھِیَ خِدَاجٌ جو نماز کہ اوسمین الحمد شریف نہ پڑھی جاوے تو
نماز فاسد ہے - اس حدیث کو بخاری نے جزء القراءۃ مین کئی سند سے
روایت کیا ہے - اور بھی روایت کیا بخاری نے جزء القراءۃ مین ابی ہریرہ رض
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَیُّمَا صَلٰوۃٍ لَا یُقْرَءُ فِیْھَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ
فَھِیَ خِدَاجٌ جس نماز مین سورہ فاتحہ نہ پڑھی جاوے پس وہ نماز فاسد ہے
ان حدیثون مین جو خداج کا لفظ آیا ہے اسکا معنی سنو قَالَ الْبُخَارِیُّ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ
یُقَالُ اَخْدَجَتِ النَّاقَۃُ اِذَا اَسْقَطَتْ وَالسِّقْطُ مَیِّتٌ لَا یُنْتَفَعُ بِہٖ (ترجمہ)
کہا بخاری نے کہ کہا ابو عبید نے بولا جاتا ہے اخدجت الناقۃ جبکہ بچہ گرا دیوے
اونٹنی اور گرا ہوا بچہ مردہ ہے اوس سے کچھ فائدہ نہین ہوتا انتہی (جزء القراءۃ)
قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِی الْاِسْتِذْکَارِ اَلْخِدَاجُ النُّقْصَانُ وَالْفَسَادُ مِنْ ذٰلِکَ
قَوْلُھُمْ اَخْدَجَتِ النَّاقَۃُ اِذَا وَلَدَتْ قَبْلَ تَمَامِ وَقْتِھَا وَقَبْلَ تَمَامِ الْخَلْقِ
وَذٰلِکَ نِتَاجٌ فَاسِدٌ (ترجمہ) کہا ابن عبد البر نے استذکار مین کہ خداج کا

۶

۲۰

سند سے روایت کیا ہے اونھین سے ایک روایت مین یون بھی آیا ہے کہ ابی ہریرہ
نے جب ابی السائب کے آگے یہ حدیث بیان کی تو ابو السائب نے یون کہا
قُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ اَصْنَعُ اِذَا كُنْتُ مَعَ الْاِمَامِ وَهُوَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ قَالَ
وَيْلَكَ يَا فَارِسِيُّ اِقْرَءْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ الخ (ترجمہ) کہا مین نے
اے ابی ہریرہ مین کیا کرون جب مین امام کے ساتھ ہون اور وہ پکار کر پڑھتا ہو
کہا ابو ہریرہ رض نے افسوس ہے تجھپر اے فارسی پڑھلیا کر تو اسی سورۂ فاتحہ
کو آہستہ اسلئے کہ سنا مین نے رسول اللہ سے آخر حدیث تک بیان کیا۔
ف اس حدیث مین جو خِداج کا لفظ آیا ہے اُسکا معنی بیان ہو چکا لیکن
اِقْرَءْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ جو آیا ہے اوسکا معنی یہ ہے کہ پڑھلیا کر سورہ فاتحہ کو آہستہ
ایسے طور پر کہ تو اپنے آپ سنے اور یہان قرارۃ سے تدبّر (سوچنا) مراد لینا
صحیح نہین کیونکہ تدبر کو لغت اور عرف مین قرارت نہین کہتے فقہا نے بھی
فرق رکھا ہے۔ دیکھو جنبی کے حق مین تدبر قرآن منع نہین اور قرأۃ قرآن
منع ہے۔ علاوہ برین ہم کہتے ہین قرارت کے حقیقی معنے چھوڑنے اور مجازی
لینے پر کیا مجبوری ہے حقیقی معنی یہان ممکن ہے اور امکان حقیقت مین
مجاز پر عمل کرنا ساقط ہے (دیکھو اپنا اصول) والیضا قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ
فِيْ شَرْحِ صَحِيْحِ الْمُسْلِمِ قَوْلُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِقْرَءْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ فَمَعْنَاهُ اِقْرَءْهَا سِرًّا
بِحَيْثُ يَسْمَعُ نَفْسُكَ وَاَمَّا مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ كَالْحَنَفِيَّةِ
اَنَّ الْمُرَادَ تَدَبُّرُ ذٰلِكَ وَتَذَكُّرُهُ فَلَا يُقْبَلُ لِاَنَّ الْقِرَاءَةَ لَا تُطْلَقُ اِلَّا عَلٰى
حَرَكَةِ اللِّسَانِ بِحَيْثُ يَسْمَعُ نَفْسَهُ وَلِهٰذَا اتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ الْجُنُبَ لَوْ تَدَبَّرَ
الْقُرْاٰنَ بِقَلْبِهٖ مِنْ غَيْرِ حَرَكَةِ لِسَانِهٖ لَا يَكُوْنُ قَارِئًا مُرْتَكِبًا لِقِرَاءَةِ
الْجُنُبِ الْمُحَرَّمَةِ ترجمہ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین کہا ہے کہ ابو ہریرہ

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَ قَالَ مَرَّةً فَوَّضَ اِلَيَّ عَبْدِيْ فَاِذَا
قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ
مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ
مَا سَاَلَ (ترجمہ) جس نے کوئی نماز پڑھی نہیں پڑھا اوسمین سورہ فاتحہ کو
پس وہ نماز فاسد ہے تین بار اس کلمہ کو فرمایا پوری نہیں ہوئی پس کہا گیا
الی ہریرہ رضؓ سے البتہ ہم ہوتے ہین پیچھے امام کے تو کہا ابو ہریرہ رضؓ نے
پڑھلے تو اوس فاتحہ کو آہستہ اسلئے کہ تحقیق مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کہ کہتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ بانٹا مین نے نماز کو درمیان اپنے
اور درمیان بندہ اپنے کے آدھون آدہ اور میرے بندے کیلیے ہے جو وہ
مانگے پس جب کہتا ہے بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرماتا ہے اللہ تعالی
تعریف کی میری بندہ میرے نے اور جب کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فرماتا
ہے اللہ تعالی بزرگ برتر ثنا کی میری بندے میرے نے اور جب کہتا ہے
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرماتا ہے بڑائی کی میری بندے میرے نے اور کہا اکثر یہ
سونپدیا مجکو بندے میرے نے پھر جب کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ
نَسْتَعِيْنُ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے
بندے کے لئے ہے جو وہ مانگے پھر جب کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
فرماتا ہے یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو وہ مانگے
- یہ حدیث مسلم مین کئی سند سے روایت کیگئی ہے - ابوداود اور ابن ماجہ
مین بھی یہ حدیث ہے اور اس حدیث کو امام بخاری نے جزء القراءۃ مین کئی

تَقْرَؤُنَ وَرَاءَ اِمَامِكُمْ قُلْنَا اَيْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا
اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِهَا (ترجمہ) کہا عبادہ رض نے کہ نماز صبح کی
پڑھی رسول اللہ صلعم نے تو آنحضرت پر قراۃ بھاری ہوگئی پس جب فارغ
ہوئے فرمایا تحقیق مین تمکو دیکھتا ہون کہ پڑہا کرتے ہو اپنے امام کے پیچھے
کہا ہمنے ہان قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہ کے ہم جلدی جلدی پڑھلیا
کرتے ہین فرمایا سواے سورہ فاتحہ کے کچھ نہ کیا کرو اسلئے کہ نماز نہین ہوتی
بغیر اوس سورہ فاتحہ کے۔ کہا **بخاری** نے حدیث کی ہمسے عتبہ بن سعید نے

5

اسمعیل سے اوس نے اوزاعی سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے اپنے
باپ سے اوس نے عبادۃ بن الصامت رض سے قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ تَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ اِذَا كُنْتُمْ مَعِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالُوْا نَعَمْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهُذُّ هَذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (ترجمہ) کہا
عبادہ رض نے فرمایا نبی صلعم نے اپنے اصحاب کو تم قرآن پڑہا کرتے ہو جب میرے
ساتھ ہوتے ہو نماز مین اُنھون نے کہا ہان یا رسول اللہ ہم جلدی جلدی پڑھلیا کرتے ہین
فرمایا آنحضرت صلعم نے سواے الحمد شریف کے کچھ نہ پڑہا کرو۔ کہا **بخاری** نے حدیث

6

کی ہمسے شجاع ابن الولید نے کہا حدیث کی ہمسے نضر نے کہا حدیث کی ہمسے عکرمہ نے
کہا حدیث کی مجھسے عمرو بن سعد نے عمرو بن شعیب سے اوس نے اپنے
باپ سے اوس نے اپنے دادے سے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَقْرَؤُنَ خَلْفِيْ قَالُوْا نَعَمْ اِنَّا لَنَهُذُّ هَذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ
الْقُرْاٰنِ (ترجمہ) کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے پڑہا کرتے ہو تم میرے پیچھے
کہا اُنھون نے ہان البتہ ہم جلدی جلدی پڑھ لیا کرتے ہین فرمایا پس سواے
سورہ فاتحہ پڑھنے کے کچھ نہ کیا کرو۔ یہ حدیثین بخاری نے رسالہ قراءت

کا قول اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ پس معنی اوسکا یہ ہے کہ پڑھ لیا کر سورہ فاتحہ کو آہستہ ایسے طور پہ کہ تو خود سن لے اور لیکن بعضے مالکیون وغیرہ نے (جیسا کہ حنفیہ نے) جو محمول کیا ہے اس معنی پہ کہ مراد اوس سے سوچنا اور یاد کرنا اوسکا ہے پس یہ معنی قبول نہ کیا جائیگا کیونکہ قراءۃ نہین بولی جاتی ہے مگر حرکت زبان پر ایسے طور سے کہ وہ خود سن لے اسلیئے اتفاق کیا ہو اُنھون نے اسبات پر کہ جنبی اگر سوچے اپنے دل سے قرآن کو بغیر حرکت زبان کے تو نہوگا وہ قاری مرتکب جنبی کی قراءۃ کا جو کہ حرام کی گئی ہے کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے یحیی بن

٣ یوسف نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ نے ایوب سے اوسنے ابی قلابہ سے اوس نے انس رض سے أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَتَقْرَؤُونَ فِي صَلَاتِكُمْ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكَتُوا فَقَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُونَ إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ (ترجمہ) تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اپنے اصحاب کو پس جب پڑھ چکے نماز اپنی تو سامنے کیا لوگون کے چہرہ مبارک اپنے کو پس فرمایا کیا تم پڑھتے ہو اپنی نماز مین جس حالت مین امام پڑھتا ہو پس سب لوگ چپ رہے پس فرمایا حضرت نے اسکو تین دفعہ پھر ایک کہنے والے نے یا بہت کہنے والون نے بیشک ہم کیا کرتے ہین فرمایا حضرت نے نہ کیا کرو اور چاہیئے کہ پڑھ لیا کرے ہر ایک تمہارا الحمد شریف کو آہستہ ــ اور کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے اسحاق

٤ نے کہا حدیث کی ہمسے عبدہ نے کہا حدیث کی ہمسے محمد نے مکحول سے اوس نے محمود بن الربیع سے اوس نے عبادہ بن الصامت سے قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صلعم صَلَاةَ الصُّبْحِ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي أَرَاكُمْ

نمازون کی کہ پکار کے پڑہا جاتا ہے اونمین کہا ہیں ملگئی آنحضرتؐ یہ قراءت پھر جب
فارغ ہوئے ہماری طرف کیا چہرہ مبارک اپنے کو پھر فرمایا کیا تم پڑہا کرتے ہو جب مین
پکار کے پڑہتا ہون ہیں کہا بعض ہمارے نے بیشک ہم کرتے ہین یہ بات فرمایا ہیں
نہ کیا کرو اور مین کہتا ہون کیا ہے مجکو کہ جھگڑا کرتا ہے مجھہ سے قرآن ہیں نہ پڑہا کرو
تم قرآن مین سے کچھہ جبکہ مین پکار کے پڑھون مگر سورہ فاتحہ پڑہلیا کرو۔ دارقطنی
نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ سب راوی اسکے ثقہ ہین۔ اور امام بخاری
نے بھی جزءالقراءۃ مین صحیح سند کے ساتھہ اسکو روایت کیا ہے **ف** اس حدیث
سے یہ ثابت ہوا کہ جب امام پکار کے پڑھے تو مقتدی الحمد کے سوا اور کچھہ نہ پڑھے
۔ اب ایسی احادیث صحیحہ صریحہ سے مقتدی کے حق مین الحمد کا پڑہنا ثابت ہوگیا
جنمین کچھہ کلام نہین اور بڑی پکی پکی سندون سے یہ احادیث روایت کیگئی ہین
جنکو خدا تعالی نے کچھہ علم عربی اور فہم دیا ہے وہ ان کتابونمین دیکھلے اور جو بیچارے
فقط اردو جانتے ہین اونکے لیئے ترجمے چھپ گئے ہین وے اونمین دیکھہ لیوین
اور جو لوگ بالکل کچھہ پڑھے ہوئے نہین ہین وہ عالم حدیث سے انکو پڑھوا کہ
مطلب پوچھلین۔ اے برادران اسلام غور کرنے کی بات ہے کہ اس تقلید نے
تمہین کیسا حدیث و قرآن پہ چلنے سے روک رکھا ہے اور اسیکی باعث تمنے بہت
سی سنتونکو ترک کر رکھا ہے ورنہ اور کچھہ بات نہین حدیثونمین تو کسیطرح کا
شبہہ نہین اب بھی ہوش کرلو اور پورے عامل قرآن و حدیث کے بنجاؤ اللہ
تعالی سے ڈرو ورنہ پھر خدا کو کیا جواب دوگے جبکہ اللہ تعالی فرمائیگا کہ جسکی فرمان
برداری کا مین نے حکم دیا تھا اوسکی فرمان برداری چھوڑکر غیر کی فرمان برداری
تمنے کیون کی اسوقت پچتانا کیا کام آویگا۔ اب ہم صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین وغیرہم اہل علم کے فتوے اور اونکا عمل قراءت خلف الامام کے بارہ مین

خلف الامام مین روایت کی ہین اور یہ سب صحیح ہین انسے صاف معلوم ہوگیا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد ضرور پڑہنا چاہئے ورنہ اوسکی نماز نہوگی۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مقتدی سورہ فاتحہ آہستہ پڑھلیا کرے **ابوداود مین ہے** حدیث کی ہمسے ربیع بن سلیمان ازدی نے کہا حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا حدیث کی ہمسے ہیثم بن حمید نے کہ خبر دی مجکو زید بن واقد نے مکحول سے اوس نے نافع بن محمود بن ربیع انصاری سے قَالَ نَافِعٌ اَبْطَأَ عُبَادَةُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَاَقَامَ اَبُوْنُعَيْمٍ نِ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ (وَكَانَ اَبُوْنُعَيْمٍ اَوَّلَ مَنْ اَذَّنَ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ) فَصَلّٰى بِالنَّاسِ اَبُوْنُعَيْمٍ وَاَقْبَلَ عُبَادَةُ وَاَنَا مَعَهٗ حَتّٰى صَفَفْنَا خَلْفَ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَاَبُوْنُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَءُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ سَمِعْتُكَ تَقْرَءُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَاَبُوْنُعَيْمٍ يَجْهَرُ قَالَ اَجَلْ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِيْ يَجْهَرُ فِيْهَا الْقِرَاءَةَ قَالَ فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ هَلْ تَقْرَءُوْنَ اِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُنَا اِنَّا لَنَصْنَعُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا وَاَنَا اَقُوْلُ مَالِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْاٰنُ فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (ترجمہ) کہا نافع نے دیر کی عبادہ نے صبح کی نماز سے پس قائم کیا ابونعیم موذن نے نماز کو (اور ابونعیم نے پہلے پہل اذان کہی تھی بیت المقدس مین) پس نماز پڑہائی لوگونکو ابونعیم نے اور آئے عبادہ رض اور مین ساتھہ اوکے تھا یہانتک کہ جماعت مین ملگئے ہم پیچھے ابی نعیم کے اور ابونعیم پکار کر قرارت پڑہتا تھا پس پڑہنے لگے عبادہ الحمد شریف کو پس جبکہ فارغ ہوئے وہ کہا مین نے عبادہ کو سنا مین نے آپکو کہ پڑہتے تھے سورہ فاتحہ اور ابونعیم پکار کے پڑھ رہے تھے کہا عبادہ نے ہان پڑہائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اون

۴ گذر چکا ۔ **کہا بخاری** نے حدیث کی مجھکو محمد بن عبید اللہ نے کہا حدیث کی ہمسے ابن ابی حاتم نے علاء سے اوسنے اپنے باپ سے اوس نے ابی ہریرہ رضؓ سے قَالَ اِذَا قَرَءَ الْاِمَامُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَءْ بِهَا وَاسْبِقْهُ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ اٰمِيْنَ مَنْ وَافَقَ ذٰلِكَ قَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَهُمْ **ترجمہ** کہا ابو ہریرہ رضؓ نے جب پڑھے امام سورہ فاتحہ لیس تو بھی پڑھ اوسکو اور اوس سے پہلے پڑھ لے اسلیے کہ جب کہتا ہے امام وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے ہین فرشتے آمین جسکی آمین اونکے موافق ہو تو امید ہے یہ قبول کیجاوے اونکے ساتھ ۔ **کہا**

۵ **بخاری** نے ۔ کہ کہا ہمسے ابو نعیم نے کہ حدیث کی ہمسے حسن بن ابی الحسناء نے کہا حدیث کی ہمسے ابو العالیہ نے فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمَكَّةَ اَقْرَءُ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اِنِّيْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنْ رَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ اَنْ اُصَلِّيَ صَلٰوةً لَا اَقْرَءُ فِيْهَا وَلَوْ بِاُمِّ الْكِتَابِ **ترجمہ** کہ پوچھا مین نے ابن عمر سے مکہ مین کہ پڑھا کرون مین نماز مین کہا ابن عمر نے تحقیق مین شرم کرتا ہون اس کعبہ کے رب سے کہ مین ایسی نماز پڑہون جسمین قرارت نکرون اگرچہ فقط سورہ فاتحہ ہی پڑھ لون **ف** یعنی مین قرارت فاتحہ تو کسی نماز مین نہین چھوڑتا اور زیادہ بھی ہو سکتا ہے تو پڑھ لیتا ہون ۔

۶ اور کہا عبد اللہ بن عبد اللہ بن سعد راضی نے خبر دی ہمکو ابو جعفر نے یحیی بکا سے سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ مَا كَانُوْا يَرَوْنَ بَاْسًا اَنْ يَّقْرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فِيْ نَفْسِهٖ **ترجمہ** پوچھے گئے عبد اللہ ابن عمر رضؓ قرارت سے پیچھے امام کے پس کہا وہ لوگ کچھ خطرہ ہی نہین سمجھتے تھے یہ کہ پڑھی جاوے الحمد آہستہ **ف** بیشک اُنکو کچھہ خطرہ نتھا اور کیون خطرہ ہوتا جب رسول اللہ نے انکو حکم دیدیا کہ امام کے پیچھے الحمد آہستہ پڑھ لیا کرو اور اللہ تعالی نے بھی فرما دیا اِنْ

جو صحیح سندون سے آجتک چلا آتا ہے تمکو سناتے دیتے ہین چاہیے کہ خوب غور سے سنو۔ کہا **بخاری** نے حدیث کی ہمسے عثمان بن سعید نے سنا اوس نے عبید اللہ بن عمرو سے اُسنے اسحاق بن راشد سے اوس نے زہری سے اوس نے عبد اللہ بن ابی رافع مولی بنی ہاشم سے اُسنے حدیث کی علی رضہ بن ابیطالب سے اِذَا لَمْ یَجْهَرِ الْاِمَامُ فِی الصَّلَوٰاتِ فَاقْرَءْ بِاُمِّ الْکِتٰبِ وَسُوْرَۃٍ اُخْرٰی فِی الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَفِی الْاٰخِرَیَیْنِ مِنَ الْعِشَاءِ (**ترجمہ**) جب امام پکار کے نہ پڑھے نمازونمین تو پڑھلے تو الحمد اور کوئی سورہ دوسری پہلی دو رکعتونمین ظہر اور عصر کے اور صرف الحمد دو پچھلی رکعتون مین ظہر اور عصر کے اور پچھلی رکعت مین مغرب کے اور دو پچھلی رکعتونمین عشا کے۔ اور بخاری نے دوسری سند سے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا۔

۲ اَنَّهٗ کَانَ یَاْمُرُ وَیُحِبُّ اَنْ یُّقْرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ سُوْرَۃٍ وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ **ترجمہ** تحقیق حضرت علی رضہ حکم کرتے تھے اور دوست رکھتے تھے کہ پڑھی جاوے امام کے پیچھے ظہر اور عصر مین الحمد اور ایک ایک سورۃ اور دو پچھلیون مین الحمد۔

۳ کہا **بخاری** نے حدیث کی ہمسے محمد بن یوسف نے کہا حدیث کی ہمسے سفیان نے ابن جریج سے اوس نے عطا سے اُسنے ابی ہریرہ رضہ سے قَالَ تُجْزِئُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ وَاِنْ زَادَ فَهُوَ خَیْرٌ **ترجمہ** جائز ہو جاتی ہے نماز الحمد کے ساتھ اگر زیادہ پڑھے تو افضل ہے **ف** یعنی الحمد سے زیادہ جو پڑھا جاتا ہے وہ سنت ہے لیکن جہریہ نماز مین مقتدی کے لئے تخصیص آگئی ہے کہ الحمد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے جیسا کہ ابو داود اور دار قطنی کی حدیث مین

کہا پوچھا مین نے حماد سے قرارت سے پیچھے امام کے ظہر اور عصر مین تو کہا کہ سعید بن جبیر پڑہا کرتے تھے پھر کہا مین نے تمکو کیا پسند ہے تو کہا یہ کہ پڑہا کرے تو وَقَالَ حَمَّادٌ وَدِدْتُ اَنَّ الَّذِی یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ سُکَّرًا ترجمہ ۱۴ اور کہا حماد نے مجھے اچھا لگتا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑہتا ہے اسکا منہ شکر سے بھرا جاوے۔ وَقَالَ ابْنُ خُثَیْمٍ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَقْرَءُ خَلْفَ ۱۵ الْاِمَامِ قَالَ نَعَمْ وَاِنْ اَنْتَ تَسْمَعُ قِرَاءَتَهٗ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَحْدَثُوْا مَا لَمْ یَکُوْنُوْا یَصْنَعُوْنَهٗ اِنَّ السَّلَفَ کَانَ اِذَا اَمَّ اَحَدُهُمُ النَّاسَ کَبَّرَ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَظُنَّ اَنَّ مَنْ خَلْفَهٗ قَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ ثُمَّ قَرَءَ وَ اَنْصِتُوْا ترجمہ کہا ابن خثیم نے کہ کہا مین نے سعید بن جبیر سے پڑہا کرون مین امام کے پیچھے کہا ہان اگرچہ تو امام کی قرارت سنتا ہو تو بھی پڑہ لیا کر کیونکہ ان لوگون نے ایسی بات نکالی ہے جو سلف نہین کرتے تھے تحقیق سلف کا یہ دستور تھا جب امامت کرتا اونمین سے کوئی لوگونکی تو تکبیر کہتا پھر چپ رہتا یہانتک کہ وہ گمان کرتا کہ جو اسکے پیچھے ہے اسنے سورہ فاتحہ پڑہلی ہوگی پھر وہ قرارت کرتا اور لوگ چپ ہو جاتے۔ عَنْ مُجَاهِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ۱۶ بْنَ عُمَرَ وَ یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ ترجمہ مجاہد سے ہے کہ سنا مین نے عبد اللہ بن عمرؓ کو کہ پڑہتے تھے امام کے پیچھے۔ عَنْ مُجَاهِدٍ اِذَا نَسِیَ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ ۱۷ لَا یُعْتَدُّ تِلْکَ الرَّکْعَةُ ترجمہ مجاہد سے ہے کہ جب کوئی بھول جاوے الحمد تو وہ رکعت نہ شمار کیجائیگی۔ کہا بخاری نے ہمسے کہا مسدد نے کہ حدیث ۱۸ کی ہمکو یحیی بن سعید نے عوام بن حمزہ مازنی سے اوس نے کہا حدیث کی ہمسے ابو نضرہ نے قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ ترجمہ کہا ابو نضرہ نے مین نے پوچھا ابی سعید کو قرارت سے

تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ترجمہ اگر کہا مانوگے تم رسول اللہ کا تو ہدایت پا جاؤ گے۔

۷ کہا بخاری نے کہ کہا محمد بن یوسف نے حدیث کی ہمسے سفیان نے سلیمان شیبانی سے اونسے جواب تیمی سے یزید بن شریک سے قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَإِنْ قَرَءْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ وَإِنْ قَرَءْتُ ترجمہ کہا یزید بن شریک نے پوچھا مین نے عمر بن الخطاب سے کہ پڑہا کرونمین پیچھے امام کے فرمایا ہان کہا مین نے اگرچہ آپ پڑہین اے سردار مومنین کے فرمایا اگرچہ مین پڑھون —

۸ کہا بخاری نے کہا ہمسے اسمعیل بن ابان نے کہ حدیث کی ہمسے شریک نے اشعث بن ابی الشعثاء سے اونسے ابی مریم سے سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ ترجمہ مین نے سنا ابن مسعود کو کہ پڑہتے تھے پیچھے امام کے —

۹ اور روایت کیا سفیان بن حسین نے زہری سے اُسنے مولی سے جابر بن عبد اللہ کے قَالَ لِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اِقْرَءْ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ ترجمہ کہا مجکو جابر بن عبد اللہ نے پڑہا کرو تو ظہر اور عصر مین امام کے پیچھے —

۱۰ اور روایت کی سفیان بن حسین نے کہ ابن زبیر بھی اسیطرح کہتے تھے —

۱۱ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ ترجمہ روایت ہے ابی بن کعبؓ سے کہ وہ پڑہا کرتے تھے امام کے پیچھے —

۱۲ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهُذَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ نَعَمْ — ترجمہ روایت ہے ابی سنان عبد اللہ بن ہذیل سے کہا اُسنے کہ کہا مین نے ابی بن کعبؓ کو کہ پڑہو نمین امام کے پیچھے فرمایا ہان —

۱۳ اور کہا خلال نے حدیث کی ہمسے حنظلہ ابی المغیرہ نے قَالَ سَأَلْتُ حَمَّادًا عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الْأُولَى وَالْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَقْرَءُ فَقُلْتُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ فَقَالَ أَنْ تَقْرَءَ — ترجمہ

نسی القراءۃ قال ارٰی ان یعود لصلوٰتہ وان ذکر ذالک وھو فی الرکعۃ الثانیۃ فلا اریٰ الا ان یعود لصلوٰتہ ترجمہ ابن شہاب سے کہا حدیث کی مجہہ سے محمود بن الربیع نے عبادہ بن صامت سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے نماز نہین ہوتی اوسکی جو سورہ فاتحہ نہین پڑہتا۔ اور مین نے پوچہا اوس سے اوس آدمی سے جو بہولگیا فاتحہ پڑہنا کہا میرے نزدیک تو یہ ہے کہ اپنی نماز کو لوٹاوے اور اگر اوسکو یاد آوے یہ اور وہ دوسری رکعت مین ہے تو نہین ہے میرے نزدیک مگر یہ کہ وہ لوٹاوے اپنی نماز کو۔

۲۵ عن کثیر بن مرۃ الحضرمی قال سمعت ابا الدرداء یقول سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افی کل صلوٰۃ قراءۃ قال نعم فقال رجل من الانصار وجبت ہٰذہ ترجمہ کثیر بن مرہ حضرمی سے ہے کہا مین نے سنا ابو الدرداء رض سے کہ کہتے تہے کہ پوچہے گئے رسول اللہ صلعم کیا ہر رکعت نماز مین قراءت ہے فرمایا آنحضرت نے ہان پس کہا ایک مرد نے انصار سے فرض ہوگئی یہ۔

۲۶ قال مجاہد اذا لم یقرء خلف الامام اعاد الصلوٰۃ

۲۷ وکذالک قال عبد اللہ بن الزبیر ترجمہ مجاہد نے کہا جبکہ نہین پڑہا امام کے پیچہے تو لوٹاوے نماز کو۔ اور اسیطرح کہا عبد اللہ بن الزبیر نے

۲۸ عن ابی ہریرۃ قال اذا قرء الامام بام القراٰن فاقرء بہا واسبقہ فان الامام اذا قضی السورۃ قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قالت الملٰئکۃ اٰمین فاذا وافق قولک قضاء الامام ام القراٰن کان قمنا ان یستجاب ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ رض سے کہا جبکہ پڑہے امام سورہ فاتحہ پس پڑہا کر تو بہی اسکو اور اُس سے پہلے پڑہہ لے اسلیئے کہ امام جب ختم کرتا ہے سورۃ کہتا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتے ہین فرشتے آمین تو جب موافق ہوگا قول تیرا

۱۹ امام کے پیچھے تو فرمایا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ہے — عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ
اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رض كَانَ يَقُوْلُ لَا يَرْكَعَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَقْرَءَ بِفَاتِحَةِ
الْكِتٰبِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ ذٰلِكَ **ترجمہ** عبدالرحمن بن ہرمز سے ہے
تحقیق ابوسعید خدری رض کہتے تھے نہ رکوع کرے کوئی تم میں سے جب تک
۲۱ سورہ فاتحہ نہ پڑھ لیوے — کہا اور عائشہ رض بھی یہی کہتی تھیں ۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ
اِذَا كَانَ الْاِمَامُ يَجْهَرُ فَلْيُبَادِرْ بِقِرَاءَةِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ **ترجمہ** عطا سے ہے کہا جب
امام پکار کر پڑھتا ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ جلدی کرے سورہ فاتحہ کے پڑھنے میں
۲۲ — عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَءُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ
فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
ترجمہ عبداللہ بن مغفل سے ہے کہ وہ پڑھتے تھے ظہر اور عصر میں امام
کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں اور دو پچھلی رکعتوں
۲۳ میں سورہ فاتحہ — عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رض قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صلعم صَلٰوةَ الْغَدَاةِ قَالَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ
تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ اِمَامِكُمْ قَالَ قُلْنَا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا
اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِهَا — ترجمہ عبادہ بن صامت رض
سے کہا پڑھائی ہمکو رسول اللہ نے صبح کی نماز کہا پس بھاری ہو گئی آپ پہ
قرات تو فرمایا تحقیق میں تمکو دیکھتا ہوں کہ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو
کہا ہمنے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا پس نہ پڑھا کرو مگر سورہ فاتحہ اسلیے کہ اس
۲۴ شخص کی نماز نہیں ہوتی جو اسکو نہیں پڑھتا — عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ
مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ رَجُلٍ

الْكِتَابِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا قَالَ مَكْحُولٌ اِقْرَءْ فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْاِمَامُ اِذَا قَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَكَتَ سِرًّا فَاِنْ لَمْ يَسْكُتْ اِقْرَءْ بِهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ لَا تَتْرُكْهَا عَلٰى حَالٍ **ترجمہ** مکحول پڑھا کرتے تھے مغرب اور عشا اور فجر کی نماز مین سورہ فاتحہ ہر رکعت مین آہستہ کہا مکحول نے پڑھلیا کر تو اُس نماز مین کہ امام پکار کر پڑھے جبکہ وہ فاتحہ پڑھکے چپ ہو رہے آہستہ پس اگر امام چپ نہو تو پڑھلیا کر اُسی سورہ فاتحہ کو پہلے اُس سے اور اُسکے ساتھ اور بعد اُسکے نہ چھوڑیو تو فاتحہ کو کسی حال مین۔

ف مکحول عبادہ رض کی حدیث کے راویون مین سے ایک راوی ہے دیکھو راوی کا روایت کیسا عمل ہے — اب ہم خلاصہ حال مقتدی کے حق مین جو ثابت ہوا احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ رض سے لکھدیتے ہین **مسئلہ** امام جہریہ نمازون مین جب پکار کر پڑہتا ہو تو مقتدی الحمد آہستہ پڑھلیا کرے اور سریہ نمازون مین مقتدی الحمد بھی پڑھے اور پہلی دو رکعتون مین سورہ بھی پڑھلیا کرے اور یہ زیادہ پڑہنا سنت ہے

ف جاننا چاہیئے کہ جنازہ کی نماز مین تکبیر اولی کے بعد فاتحہ کا پڑہنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهٖ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ — وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ اَنَّهَا سُنَّةٌ رَفْعُ الْحَدِيْثِ فَلَا يُنَافِي وُجُوْبَ الْفَاتِحَةِ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ **ترجمہ** روایت کیا امام بخاری نے اپنی صحیح مین طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے کہا مین نے نماز پڑھی ابن عباس رض کے پیچھے جنازہ پہ تو پڑہا اُنھون نے فاتحہ الکتاب کو پھر فرمایا اسلئے کہ جانو تم تحقیق وہ سنت ہے — اور کہنا صحابی کا کہ یہ سنت ہے مرفوع کردینا حدیث کا ہے پس نہ مخالف ٹھہریگا یہ فرض ہونے سورہ فاتحہ کے — اور اس ابن عباس رض کی حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث

۲۹ ساتھ ختم کرنے امام کے سورہ فاتحہ کو امید ہے کہ قبول ہو جاوے — عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ
قَالَ اِذَا اَدْرَکْتَ الْقَوْمَ رُکُوْعًا لَمْ تَعْتَدَّ بِتِلْکَ الرَّکْعَۃِ ترجمہ ابی ہریرہ رض
۳۰ سے ہے کہا جب پاوے تو لوگوں کو رکوع میں تو نہ اعتبار کر تو اس رکعت کا — عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ مِنَ الصَّلٰوۃِ
رَکْعَۃً فَقَدْ اَدْرَکَ اِلَّا اَنْ یَّقْضِیَ مَا فَاتَہٗ ترجمہ ابی ہریرہ رض سے ہے
تحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے ایک رکعت نماز سے پالی پس اسنے نماز پالی
مگر یہ کہ پڑھیگا اسکو جو چھوٹ گئی اوس سے ف بعض نادان لوگ ابی ہریرہ رض
کی حدیث میں رکعت کا معنی رکوع کا لیا کرتے ہیں اب الا ان تقضی ما فاتہ
کے لفظ سے اپنی تسلی کر لیں اور اگر یہ دون قرارت رکوع میں شامل ہووین تو حسب
فرمان نبوی قراۃ فوت شدہ کی قضا کر لیں — قال اللہ تعالی اِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا
سچ ہے — ہدایت یاب وہی ہیں جنھوں نے اطاعت رسول اللہ صلعم کی اختیار کی
یہ جو کچھ نقل کیا گیا بخاری کی کتاب جزء القراۃ میں موجود ہے جس حدیث کی پوری
۳۱ سند اختصار کیلیے نہیں لکھی وہ اسمیں ہے — ابن ماجہ میں ہے عَنْ اَبِیْ
اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَاَلَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَقْرَءُ وَالْاِمَامُ
یَقْرَءُ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ قِرَاءَۃٌ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ
وَجَبَ ھٰذَا ترجمہ ابی ادریس کا ہے وہ ابی درداء سے روایت کرتے ہیں
کہا پوچھا اونسے کسی مرد نے پس کہا میں پڑھا کروں جس حال میں امام بھی پڑھتا ہو تو کہا
ابو درداء نے کہ پوچھا تھا ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہر ایک نماز میں
پڑھنا ہے تو فرمایا ہاں پس کہا ایک مرد نے لوگوں میں سے فرض ہو گیا یہ پڑھنا
۳۲ ابو داود میں ہے کَانَ مَکْحُوْلٌ یَقْرَءُ فِی الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَۃِ

کہ چارون مذاہب محدثہ مین سے کسی ایک مذہب خاص کے یہ پیرو نہین تو یہ بھی
اُسکی سراسر نادانی اور اعراض عن الحق ہے کیونکہ جو سچا مذہب رکھتا ہے اسکو
تو اُسنے لامذہب سمجھا اور جو مذاہب کہ بدعت نکالے گئے ہین - اور بدعات سے بچنے کا
ہر ایک مومن کو حکم ہے اونپر چلنے والیکو مذہبی قرار دیا ہے واے برین جہالت
اب رہی یہ بات کہ قرارت فاتحہ خلف الامام فرض ہے بیشک یہ اہلحدیث کا دعوی
ہے اور ٹھیک ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت اور دیکھو کیسا ثابت کر دکھایا
اور حنفیین مرجیین مبتدعین کا صرف دعوی بلا دلیل ہے اور مخالف ہے احادیث
صحیحہ صریحہ مرفوعہ غیر منسوخہ کے - اب اہل انصاف جاننا چاہئیے کہ جو ڈرے سنگھ
حجام شاہجہانپوری نے مناظرہ کا حال بالکل غلط لکھا ہے جو بات کہ ہوئی تھی اوسکی
کیفیت ہم اول رسالہ کے لکھ چکے ہین ناظرین غور کرین اور اس بدمذہب شاہجہانپوری
مذکور نے چند اتہام اپنی طرف سے گھڑ کر کئے ہین اور ہم اُنسے بری ہین - اول یہ
کہ اُسنے لکھا کہ مولانا مولوی محمد سعید صاحب کی نسبت کہ اُنھون نے وہ حدیث
پیش کی جسکا راوی محمد بن اسحق ہے سبحانک هذا بهتان عظیم حاشا للہ اسوقت
تو اُس حدیث کا ذکر تک بھی نہین آیا بلکہ مولوی صاحب موصوف نے تو وہ حدیث پیش کی تھی
جسکے کسی راوی پر کسیکا کچھ کلام نہین اور بخاری و مسلم وغیرہما نے اُسکو بسند صحیح
روایت کیا ہے جیسا کہ صدر مین اُسکا بیان ہو چکا - اور دوم یہ کہ اُسنے لکھا ہے
کہ فرض ہونا سورہ فاتحہ کی قراۃ کا بموجب نص قرآنی کے (ما اتاکم الرسول
فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا) ہے حالانکہ اس آیۃ کریمہ کا بھی اسوقت
تذکرہ نہین آیا تھا باوجودیکہ اس آیۃ کریمہ کا حکم ہمکو بسر و جان تسلیم ہے لیکن حنفی
اسکے از سر تا پا منکر ہین اگر ان مرجیون کو کبھی یہ آیت پڑھنی بھی پڑ جاتی ہے
یا وہ کسی سے اُسکو سن لیتے ہین تو اُنپر بڑا ناگوار گذرتا ہے - اور لسان حال

حسن صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ نے بھی ساتھ سند صحیح کے روایت کیا ہے۔ قال شھر بن حوشب حدثتنی ام شریک الانصاریۃ قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرء علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب ترجمہ شہر بن حوشب نے کہا حدیث کی مجھ سے ام شریک انصاریہ نے کہا حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلعم نے یہ کہ پڑھیں ہم جنازہ پر الحمد کو۔ واخرج البخاری وغیرہ کما مر۔ لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ اور صلوۃ جنازہ بھی ایک صلوۃ ہے۔ پس وہ بھی بغیر قرارت سورہ فاتحہ کے درست نہوگی۔ **قول** تفضل حسین ملقب بہ جوڑے سنگہ۔ یعنی لامذہب مدعی ہین کہ قرارت سورہ مذکورہ (فاتحہ) خلف الامام فرض ہے الخ **اقول** اے جوڑے سنگہ حجام تجھے کچھ ہوش بھی ہے کہین مالیخولیا تو نہین ہوگیا۔ ہملوگ تو ماشاءاللہ اہل القرآن واہل الحدیث ہین یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی مشرب اور یہی مذہب محمدی ہے اور طریقہ احمدی اسکی پیروی کا ہمکو حکم ہے کماقال اللہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الایۃ اور یہی صراط مستقیم ہے جسکو باریتعالی نے ان ھذا صراطی مستقیما فرماکر ہمکو تبلایا اور پھر اسیکے اتباع کا ہمکو ارشاد فرمایا فاتبعوہ کہکر اور ہم تمام مذاہب باطلہ سے جو اسوہ حسنہ کے ماسوا ہین اور مذاہب محدثہ سے جو اس صراط مستقیم کے یمین وشمال نکلین ہین نہایت بیزار ہین کیونکہ انکے اتباع کی حق جل وعلی نے نہی فرمادی ساتھ قول اپنے کے ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ۔ پس اے بدعتی بدمذہب تیرا ایسے لوگون کو لفظ لامذہب سے تعبیر کرنا باطل وغلط ہے اور یہ حماقت تیری ہے اور نتیجہ تیری جہالت کا یہ ثمرہ ہے کیونکہ جو اس لفظ کو بولتا ہے یا تو وہ یہ مراد رکھتا ہوگا کہ ان لوگونکا کوئی مذہب ہی نہین سو یہ اسکا خیال باطل اور وہم فاسد ہے یا وہ یہ مراد رکھتا ہے

ہی نہین تو تو یہ چاہتا ہے کہ کسیطرح جھوٹ طوفان لکھکر چار پیسے حاصل ہوجائین کیونکہ کاغذ قلم پکڑ کر پھر استرہ قینچی ہاتھ مین لیتے شرم آتی ہے اور اَور کچھ پیشہ آتا نہین - الغرض اس لا کو نفی مطلق کا کوئی نہین کہتا سبھی لانفی جنس کا کہتے ہین لیکن گفتگو تو اُسکے معنی مین ہوا کرتی ہے مفصل حال اسکا ہم بیان کرچکے ہین پھر دوہرانے کی کچھ ضرورت نہین - **قوله** دلیل ہماری یہ حدیث تمثیلاً ہے لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ - **اقول** جاہل کی بڑی ہی خرابی ہے سچ فرمایا سعدی شیرازی نے ؎ شرِ جاہلان بر سر دار بہ ✦ کہ جاہل بخواری گرفتار بہ ✦ اس قول مین جوڑے سنگہ نے تین غلطی فاحش کی ہین بسبب اپنی جہالت کے - اول یہ کہ کریم بخش واحد العین کو پہلے مانع قرار دیچکا ہے اب کہتا ہے کہ اس نے یون کہا کہ دلیل ہماری یہ حدیث تمثیلاً ہے بھلا کہین مانع بھی مستدل ہوا کرتا ہے دویم یہ کہ تمثیل کو دلیل گردانا ہے حالانکہ تمثیل دلیل نہین ہوا کرتی وہ توضیح ممثل لہ کی وضاحت کے لئے ہوتی ہے سوئم یہ کہ لاصلوۃ لجار المسجد کو لاصلوۃ بجار المسجد لکھا ہے - اور اسطرح ہے نہین اور ہم اسکو سہو کاتب بھی نہین کہہ سکتے کیونکہ ترجمہ بھی بجار المسجد کا ہی اُسنے لکھا ہے اصل بات یہ ہے کہ جوڑے سنگہ نے اسکو سمجھا نہین **قوله** سوم دلیل ہماری یہ آیت قرآنی ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الآیۃ - **اقول** کریم بخش نے اس آیۃ کو دلیل نہین گردانا تھا بلکہ اُس نے حدیث پیش کردہ مولوی صاحب موصوف کو صحیح مانکر پھر کہا تھا کہ یہ حدیث آیۃ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کے معارض ہے پس جوڑے سنگہ کا جھوٹ ہے **قوله** (مولوی) محمد سعید صاحب نے جواب دیا کہ یہ حدیث جو تمثیلاً آپنے پیش کی موضوع ہے **اقول** سچ تو فرمایا کہ ہم تو صحیح حدیث پیش کرتے ہین اور وہ اُسکی مثال موضوع کی ساتھ دیتا ہے **قوله** اور آیۃ قرآنی متعارض ہے

سے بے دھڑک کہہ اٹھتے ہین کہ اللہ جلشانہ نے مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ کیون فرمادیا
مَا اٰتٰکُمُ ابوحنیفہ (معاذ اللہ) کیون نہ فرمایا یہ دیکھیے انکی خباثت کہ خدا
تعالی پر بھی حرف گیر ہوتے ہین اور پھر اس فرمان الٰہی سے اعراض کرکے بکنے
لگتے ہین کہ ہمین تو ابوحنیفہ کا قول کافی ہے چاہے وہ صریح صریح آیت حدیث
کے مخالف ہی ہو اور فی الحقیقت یہ کرتے بھی ایسا ہی ہین جیسا کہ ارباب علم پہ
یہ بات پوشیدہ نہین ہے — **قولہ** مولوی کریم بخش (طالب العلم واحد العین)
کی جانب سے اسپر یہ منع وارد کیا گیا کہ ایک راوی اسکا محمد بن اسحاق شیعہ ہے الخ
اقول اے بیحیا تجھے کچھہ شرم بھی آتی ہے وہ واحد العین دجال تو جاہل اور
بیوقوف تھا لیکن تو اسے خر دجال اس سے بڑھکر کون اور جاہل نکلا کیونکہ
اسکا یہ کہنا کہ اس حدیث کا ایک راوی محمد بن اسحاق شیعہ ہے محض جھوٹ
وافترا تھا جو حدیث مولوی صاحب موصوف نے پیش کی اسمین اس راوی کے
مذکور کا کہین پتا و نشان نہین تھا پھر تجھے یہ نہ سوجھا کہ اس واہی مرد و د قول کو
مین کیون لکھون اور اگر لکھنا ہی تھا تو اسکے ساتھہ یون بھی لکھدیتا کہ یہ کہنا اسکا
مقبول نہین ہوا کیونکہ اس حدیث کی سند مین محمد بن اسحاق نتھا — **قولہ**
لَا صَلٰوۃَ مین لانفی مطلق کا نہین ہے بلکہ لانفی جنس کا ہے — **اقول** ارے
بیحیا ڈوم کیطرح یون ہی گاتا چلا جاتا ہے بھلا تجھے تو کچھہ شعور نہ تھا کسی نحو میر ہی
پڑھے ہوئے سے پوچھ لیا ہوتا کہ لَا صَلٰوۃَ مین جو لا ہے اسکے بارے مین اہلحدیث
اور اہل رائے کے درمیان کیا گفتگو ہوا کرتی ہے مگر شاید اس گھمنڈ پر کسی سے نہ پوچھا
کہ حافظ عبد الشکور کو تو مین نے یہ رسالہ دکھایا ہی ہے اور اس سے باتین پوچھہ
پوچھہ کر لکھی ہین اگر کہین غلطی ہوگی تو وہ بتلا ہی دیگا لیکن بچارہ عبد الشکور تو
خود علم سے بے بہرہ ہے وہ کیا بتلاتا — علاوہ برین کچھہ حق گوئی سے تجھے غرض

اور چھپوانے مین بھی مفت چھپ گیا کیونکہ اسکے واسطے لوگونسے سوال کیا کہ کتاب
کے چھپنے مین کچھ معاونت کرو سو لوگون نے دیا کتاب بھی چھپ گئی اور کچھ بچ بھی رہا۔
قولہ لہٰذا اس رسالہ کا نام غَلَبَۃُ الْاِسْلَامِ عَلٰی قِرَاءَۃِ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ
رکھا۔ **اقول** سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کیسے کیسے اعدائے دین سے کلمۂ حق کہلا
دیتا ہے اگرچہ اُس شیطان کی وہ مراد نہو۔ بیشک امام کے پیچھے فاتحۃ الکتاب
کے پڑھنے پر اہل اسلام کا غلبہ ہے۔ اور کیون نہو جبکہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکے لئے بار بار ارشاد فرمایا ہو اور بڑے بڑے صحابہ کرام و تابعین
و اتباع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اوسپر عمل کیا اور فقہائے
اور محدثین آجتک عمل کرتے چلے آئے اور کرتے ہین اور کرینگے انشاء
اللہ تعالیٰ۔ اور جب اہلحدیث اور اہلبدعہ کا مباحثہ تحریری یا تقریری ہوتا ہے
تو بھی اہلحدیث جو کہ اہل نبیؐ ہین ماشاء اللہ غالب رہتے ہین۔ اور اہلبدعہ جو کہ
اہل شیطان ہین مغلوب ہو جاتے ہین اسوقت ایک شعر یاد آیا جو کہ ملا علی قاری
نے اہلحدیث کی مدح مین کہا ہے اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمْ اَهْلُ النَّبِيِّ وَاِنْ
لَّمْ يَصْحَبُوْا نَفْسَهٗ اَنْفَاسَهٗ صَحِبُوْا ✦ اب ہم اپنے اس مدعی پر ایک برہان بھی قائم
کر دیتے ہین قِرَاءَۃُ الْفَاتِحَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ ✦ وَکُلُّ مَا اٰتٰکُمُ
الرَّسُوْلُ اِسْلَامٌ نتیجہ برہان قطعی سے یہ آیا قِرَاءَۃُ الْفَاتِحَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ اِسْلَامٌ
اور چونکہ اسلام اور مَا اٰتٰکُمُ الرسول مساوی ہین اور قراءۃ فاتحہ خلف الامام جزو ہے
ما اٰتٰکم الرسول کی لہٰذا قراءۃ فاتحہ خلف الامام اسلام کی بھی جزو ہے اور اسلام
کل ہے اور کل جزو پر غالب اور حاوی ہوتا ہے پس اے جوڑے سنگہ تیرے ہی قول
سے ثابت ہو گیا کہ اسلام والے امام کے پیچھے الحمد پڑھا کرتے ہین اور انھین کو
اس امر مین غلبہ ہے لیکن میان مٹھو یہ تو بتلا کبھی تیری نظر سے لفظ عربی بھی

آیۃ فاقرؤا ما تیسر منہ کے اخ **اقول** یہ جواب اسکو الزامی دیا تھا چنانچہ اس سے وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ بھاگتا نظر آیا **قولہ** چنانچہ اسی امر پہ عرصہ دراز تک گفتگو رہی **اقول** وہ تھوڑی سی ہی دیر مین اٹھکر بھاگ گیا تھا کتاب نور الانوار کو دیکھئے پھر عرصہ دراز کہان ہوا مگر تیرے جھوٹ و افترا بندی کی خصلت جو تیرے رگ و ریشہ مین سما رہی ہے وہ کہان جاسکے لعنۃ اللہ علی الکاذبین **قولہ** نتیجہ گفتگو بر آمد نہوا **اقول** بر آمد تو ہوگیا کیونکہ جن صاحبونکو اللہ تعالی نے کچھ بھی فہم دیا تھا اور قلب سلیم عطا فرمایا تھا انکے قلب پہ تو حدیث کا اثر پڑ گیا اور انھون نے اسی شب کو سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑہا اور وہ بیس پچیس شخص تھے **قولہ** یا بنوجہ عوام استفادہ سے محروم رہے **اقول** جو عوام کالانعام تھے وہ اگر استفادہ سے محروم رہین تو رہا کرین۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ پایون کے پاس کوئی تمام عمر ہی قرآن و حدیث پڑہا کرے تو بھی انکو کچھ فائدہ نہین **قولہ** نظر برین مناسب معلوم ہوا کہ ہر دو فریق کے دعوے کا نتیجہ دریافت کرکے ثابت کیا جاوے کہ صراط مستقیم پہ کون ہے **اقول** اہلحدیث صراط مستقیم پہ ہین جیسا کہ ثابت ہوچکا **قولہ** او ضلالت اور بطالت مین کون مبتلا ہے **اقول** اہل ہوا اور اہل بدعہ مثل حنفیئے مبتدعین وغیرہم کے ضلالت اور بطالت مین گرفتار ہین **قولہ** عاجز نے او پہاد عائے فریقین کے کمال غور و خوض سے تحقیقات کی الخ **اقول** تو نے تو خاک بھی تحقیقات نہین کی کیونکہ ہر ذی علم محقق تیرے رسالہ کو دیکھکر یہ کہتا ہے کہ اس شخص (جوڑے سنگہ) نے محض افترا و بہتان لکھے ہین خدا تعالی کا اسکو خوف نہین اور نہ عاقبت کا اسکو اندیشہ اور حقیقت مین بات یون ہی ہے۔ تجھے تو ایک حیلہ ہاتھ آیا ہے روزی کمانیکا کہ جھوٹ طوفان لکھکر چھپوا دیا کیونکہ ڈیڑھ آنے کو تو فی جلد بک ہی جائیگی بس مطلب حاصل ہوہی جائیگا

جو ہے غلطی اسمین یہ ہے کہ اگر حنیفہ سے امام ابو حنیفہ مراد ہین جیسا کہ ترجمہ بھی
اسکا یہی لکھا ہے تو اس عبارت مین دو خرابیین ہین اول یہ کہ حنیفہ نہ اُنکا نام
ہے نہ لقب نہ کنیت کیونکہ کنیت اب وابن کے ساتھ ہوتی ہے دوم یہ کہ ذو الافہام
اُسکی صفت ہے اسکو مجرور ہونا چاہیے تھا کیونکہ موصوف بھی مجرور ہے پس
اگر صحیح عبارت ہوتی تو یون ہوتی عِنْدَ اَبِی حَنِیْفَۃَ ذِی الْاَفْہَامِ اور اگر اوس سے
حنفی لوگ مراد ہین جیسا کہ تمسکھم کا لفظ اسکیطرف مومی ہے تو بھی اسمین
دو غلطیین ہین پس صحیح یون ہوتا عِنْدَ الْحَنَفِیَّۃِ ذَوِی الْاَفْہَامِ **قولہ**
وَتَمَسُّکُھُمْ بِھٰذَا الْمَرَامِ مَا رُوِیَ مِنَ الصَّحَابَۃِ الْکِرَامِ مثل جابر بن عبد اللہ
الخ **اقول** جتنے صحابہ کرام کے نام اس عبارت مین درج ہین سب سے قراءۃ
فاتحہ خلف الامام ثابت ہے صحیح سندونکے ساتھ اور جو آثار منع قرارت خلف امام
مین وارد بھی ہوئے ہین اول تو وہ سب کے سب صحیح نہین ہان بعض مین کچھ
قوت ہے بھی تو سورہ فاتحہ کے منع کی اوسمین تصریح نہین اور اگر اوسمین سورہ
فاتحہ کا منع مراد بھی لین تو وہ آثار مثبتہ قرارت فاتحۃ الکتاب سے متعارض ہونگے
اور آثار متعارضہ حجت نہین ہوتے اپنا اصول کھولکر دیکھو۔ علاوہ برین وہ
آثار احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ کا مقابلہ ہرگز ہرگز نہین کر سکتے۔ پس حنفیہ کا
تمسک صحیح نہین بلکہ غلط ہے **قولہ** کما قال العینی فی شرح البخاری وغیرہ انہ
قد روی منع القراءۃ عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ الخ **اقول** عینی کا
فقط یہ دعوی ہی دعوی ہے کہ منع قراءۃ اسی صحابہ کبار سے روایت کیا گیا ہے
عینی تو تا دم مرگ اسکا ثبوت نہ دے سکا اور نہ اُسکے کسی حامی نے آجتک یہ ثابت
کر دکھلایا اب بھی اُسکی حمایت مین اگر کوئی ہو تو تبلادے کہ وہ آثار اور روایتین کہان
ہین کنسے مروی ہین آثار کی کون کون سی کتابون مین ہین حتی الی الآن اور یہ جو

گذرا تھا اور کسطرح گذرتا ساری عمر تو نعلین ہی لوگونکی مونڈتے گذر گئی خیر ابھی
تو بیرنا بالغ ہے کسی مدرسہ مین داخل ہو کر کچھ سلیقہ حاصل کرلے لیکن پہلے اس
جوڑے کو کتا لیجیو ورنہ کوئی سکھ سمجھکر مدرسہ مین گھسنے نہ دیگا - **قولہ** راہبی یہ حکم خرد
جال دہلوی لیتا ہے ایک رسالہ مین الخ **اقول** تو نے جو اسے خرد جال مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب کے رسالہ سے واسطے ثبوت عدم قرارۃ فاتحہ خلف امام
اکے عبارت نقل کی ہے تجھے یہ نہ سوجھا کہ یہ آثار صحیح ہین یا ضعیف انسے ثبوت
مدعٰی ہوگا یا نہ طرفہ یہ کہ ان آثار مین کہین سورۂ فاتحہ کا نام تک بھی نہین علاوہ برین
اُس عبارت کا جناب مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب وام فیضہم کی
طرف نسبت کرنا یہ خرد جال جوڑے سنگہ کی کمال حماقت اور جہالت ہے کیونکہ اس
عبارت مین کئی غلطیان ایسی ہین کہ وہ اُنکی شان سے بعید ہین اور جوڑے سنگہ
کو لائق - ہان - اگر اس مضمونکو میانصاحب موصوف نے کہین تحریر بھی کیا ہو تو
اُس سے یہ نہین ثابت کہ یہ دلائل قوی ہین کیونکہ اس عبارت مین کوئی ایسا لفظ
نہین جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ آثار ٹھیک ہین بس اس سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ انکے جواب بھی میانصاحب ممدوح نے ضرور دیئے ہونگے اور یہ قاعدہ ہی ہے کہ
جب کوئی کسیکا رد کرنے لگتا ہے پہلے اُسکے قول کو نقل کرکے بعد کو رد کرتا ہے
خیر اب ہم اُس عبارت مین سے ایک ایک دو دو قول نقل کرکے اُسکا جواب باصواب
دیتے ہین انشاء اللہ العزیز **قولہ** وَهُوَ هٰذَا اِعْلَمْ اَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ فِي
حَقِّ الْمُنْفَرِدِ وَالْاِمَامِ وَاجِبٌ اَمَّا فِي الْحَقِّ الْمَامُوْمِ **اقول** فی الحق الماموم غلط
بسیار زور ہے قاعدہ نحو کے کیونکہ حق مضاف ہے اور ماموم مضاف الیہ اور
مضاف پر الف لام تعریف کا نہین آتا **قولہ** فَمَمْنُوْعٌ عِنْدَ حَنِیْفَۃَ ذِی الْاَفْہَامِ
اقول یہ عبارت بھی غلط ہے اور کیون نہ غلط ہو جوڑے سنگہ کی اپنی بڑائی ہی ہو

رسالہ سے لیا ہوا جسپر ان انثار انکی رسالہ سے مولوی صاحب کی بنیاد بلکہ ایسے رسالون کی بنیاد ہی...
نہین صاحب نے اپنی کتاب مین ... صاحب کی عبارت مین ... صاحب مولوی صاحب ... اور ...

بہرحال حنفیہ کا مدعی اس سے کچھ بھی ثابت نہوا اگر کچھ بھی شرم رکھتے ہونگے تو
اُسکو پھر کبھی پیش نہ کرینگے **قولہ** واخرج الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن
عبد الله بن مقسم انه من سئل ابن عمرؓ و زید بن ثابت و جابر بن عبد الله
الخ **اقول** ابن عمر کے قول کا وہی جواب ہے جو پہلے گذرا اور جابر بن عبد اللہ
سے قرارت خلف الامام ثابت ہے علاوہ برین صریح منع فاتحة الکتاب کا یہان بھی
نہین پھر ہم کہتے ہین آثار صحابہ کرام رض مرفوع کے مقابلہ حجت نہین اور فاتحہ
الکتاب خلف الامام کا مسئلہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے **قولہ** وروی البیہقی
فی سنن الکبیر و محمد الحسن الشیبانی فی موطاہ عن وائل قال سئل
عبد الله بن مسعود عن القراءة الفاتحة خلف الامام الخ **اقول**
عن القراءة خلف الامام ہے الفاتحہ کا لفظ میان جوڑے سنگھ نے اپنی طرف سے
بڑہایا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے قرارت خلف الامام ثابت ہے
جیسا کہ گذر چکا اور پھر ہم اسکے جواب وہی دینگے جو اوپر گذرے **قولہ** وفی
روایة البیہقی عن ابن عمر کان یقول من صلی وراء الامام کفاہ قراءة
الامام الخ **اقول** اس اثر کے بھی وہی جواب ہین جو ابن عمر کے پہلے اثر مین
دیے ہین آنکھین کھولکر دیکھو **قولہ** واخرج ابو بکر بن ابی شیبة فی المصنف
عن زید بن ثابت قال من قرء خلف الامام فلا صلوة له **اقول** زید
بن ثابت کے اثر کے بابت بخاری نے کہا لا یعرف لهذا الاسناد سماع بعضهم
عن بعض ولا یصح مثله یعنی اس سند مین بعض کا سماع بعض سے پہچانا
نہین جاتا اور ایسی حدیث صحیح نہین ہوا کرتی ۔ وقال ابن عبد البر قول
زید بن ثابت من قرء خلف الامام فصلاته تامة ولا اعادة یدل علی
فساد ما روی عنه انتهی اور کہا ابن عبد البر نے کہ زید بن ثابت کا قول

۲ یہ زید کا اثر موضوع ہے اسکا راوی احمد بن علی بن سلیمان کذاب ہے ۱۲ منہ

اوسنے کہدیا کہ امام اُنکے الحدیث و آثار کے پاس ہین یہ جھوٹ ہے من ادعی فعلیہ البیان **قولہ** قال مالک فی موطائہ عن نافع عن عبد اللہ بن عمر کان اذا سئل هل یقرء خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام الخ **اقول** اسکے کئی جواب ہین اول یہ کہ امام مالک نے اس حکم کو نماز جہری کے ساتھ خاص کیا ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر اسکے وہ جو روایت کیا عبد الرزاق نے سالم سے اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُنْصِتُ لِلْاِمَامِ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ وَلَا یَقْرَءُ مَعَهٗ **ترجمہ** تحقیق ابن عمر چپ رہتے تھے امام کے لئے جسوقت مین وہ پکار کے پڑہتا تھا اور اُسکے ساتھ نہین پڑہتے تھے دوسرا جواب یہ کہ یہ اثر عام ہے اور خاصکر الحمد آہستہ پڑہنا عبد اللہ بن عمر سے ثابت ہے عَنْ یَحْیَی الْبَکَّاءِ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ مَا کَانُوْا یَرَوْنَ بَأْسًا اَنْ یَّقْرَءَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ فِیْ نَفْسِهٖ **ترجمہ** یحیی بکار سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قرارت سے پیچھے امام کے پس کہا نہین جانتے تھے کچھ خطرہ یہ کہ پڑھ لیجاوے فاتحۃ الکتاب آہستہ۔ پس ان تینوں اثرون کے تطبیق دینے سے صاف معلوم ہوگیا کہ آہستہ الحمد پڑھ لیا کرے اسکی کسی حال مین ممانعت نہین اور جسکو کہا کہ کافی ہے اُسکو قرارت امام کی وہ قرارت ماسوا فاتحہ کے ہے اور وہ جہری نماز مین نہ سری مین۔ اور اس سے ایک عمدہ بات بھی نکل آئی کہ صحابہ مین کوئی آہستہ الحمد پڑھنے کو برا نہین جانتا تھا کیونکہ ابن عمر کہتے ہین مَا کَانُوْا یَرَوْنَ بَأْسًا الخ **ف** یعنی صحابہ کچھ بھی خوف نہین سمجھتے تھے الحمد آہستہ پڑہنے مین یہ جواب دوسرا بہت جگہہ کام دیگا اگر انصاف سے کوئی دیکھے۔ سوم جواب یہ ہے کہ ابن عمر کہتے ہین فحسبہ قراءۃ الامام یعنی بس کافی ہے اُسکو امام کی قرارت اب دیکھ لینا چاہئے کہ کافی ہونیکا حکم دیا نہ یہ کہ منع کیا پس مقتدی کو ممنوع نہوئی قرأۃ بلکہ کفایت ہوئی اور یہ مدعی نہین حنفیہ کا اور یہ ہے کہ یہ جواب الزامی ہے

خارج ہو پایۂ اعتبار سے ساقط ہے الخ **اقول** نہین نہین ہرگز نہین بلکہ منصف جی نے رشوت کھائی ہے پس وہ سخت جرم کے مستحق ہے خیر فی الحال اتنا تو کیا جائے کہ اُسکے ناک اور کان کے سوراخ نہین جوکہ بلاق اور بالی کے پہننے کیواسطے چھداے تھے جبکہ ہندو تھے اُنکے سانگ مین بھرا جاتا تھا لوہیکا تار گرم کرکے پہنایا جائے اور منہہ کو توے کی سیاہی ملدیجائے اور بھنگی کو حکم ہو جائے کہ اوسکو شہر کلکتہ کے گرداگرد ہر روز پھیرا کرے اور ایک پانچ جوتے ہر روز اوسکو لگا دیا کرے اور حقہ کا پانی اُسکے سر پر ڈالا کرے تاکہ پھر ایسی حرکت بیجا کا وہ مرتکب نہو

قولہ منع از جانب مدعا علیہ یہ ہے کہ دعوی مدعی تین وجہ سے لائق تسلیم نہین۔ **اقول** دعوی تو لائق تسلیم ہے بلکہ مدعا علیہ کے وجوہات مردود ہین **قولہ** وجہ اول یہ کہ ایک راوی اس حدیث کا محمد بن اسحق شیعہ ہے **اقول** ہرگز نہین یہ وجہ مردود ہے **قولہ** وجہ ثانی لاصلوۃ بین لا لنفی مطلق کا الخ **اقول** یہ تیری جہالت ہے جیسا کہ گذرا **قولہ** وجہ ثالث وَاِذَا قُرِئَ القُرْاٰنُ الخ ناسخ قول نبی ہے **اقول** حاشا للہ یہ تیرا بہتان ہے **قولہ** تحقیقات۔ وجہ اول الخ **اقول** مولانا مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب مُحَدِّث دہلوی کے اوپر یہ تو یون ہی اتہام کرتا جاتا ہے اور یہاں نے تو عبارت نقل کرتا ہے تو اُس مقام کو مطلق نہین سمجھتا اور نہ وہ عبارت تیری سمجھ مین آتی۔ اور کیونکر آوے پہلے کچھ علم سے مس بھی ہو واللہ اعلم کس سے پوچھکر تو نے یہ عبارتین نقل کی ہین اور بتلانے والا بھی کوئی پرلے سرکا بیوقوف ہوا ہے کہ اُسنے تجھکو مطلب نہین سمجھایا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ غریب خود نہین سمجھا ہوگا پھر دوسرے کو کیا سمجھاتے **قولہ** وھو ھذا ان حدیث عبادۃ بن الصامت صحیح بلا الخصم الخ **اقول** یہ جو کسیکی عبارت ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جرح صحیح نہین کیونکہ صاحب

جو شخص پڑھے امام کے پیچھے پس نماز اُسکی پوری ہے اور نہین لوٹانا اسکا یہ
دلالت کرتا ہے اوپر بطلان اُس چیز کے جو روایت کیگئی ہے اُس سے **قولہ**
وعن ابن ابی لیلیٰ عن علی قال من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة
اقول علی مرتضیٰ رضہ کا یہ اثر دارقطنی نے بیان کیا اور زیلعی حنفی نے کہا ہے
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے اور دارقطنی نے کہا اسکی
سند صحیح نہین - اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین کہا ہے اسکو روایت
کرتا ہے ابن ابی لیلیٰ انصاری اور وہ باطل ہے کافی ہے اسکے بطلان مین مسلمین کا
اجماع اسکے خلاف پر اور یہ عبداللہ بن ابی لیلیٰ مجہول مرد ہے - اور امام بخاری
نے اس اثر کی بابت فرمایا ہے کہ یہ صحیح نہین کیونکہ اسکا راوی مختار پہچانا نہین جاتا
کہ کون ہے اور یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ اُسنے اپنے باپ سے سُنا یا نہین اور
اُسکے باپ نے علی مرتضیٰ رضہ سے سنا ہے یا نہین اور اہلحدیث ایسی حدیث سے
حجت نہین پکڑتے - اور حدیث زہری کی عبداللہ بن رافع سے اُسنے جو علی مرتضیٰ رضہ
سے روایت کی ہے اوّل اور صحیح تر ہے **قولہ** قال سالت سویدا اقرء خلف
الامام فی الظہر والعصر قال لا وکان سوید لا یقرء خلف الامام **اقول**
یہ اثر حضرت علی رضہ کی اُس اثر کے خلاف ہے جسمین وہ مقتدی کو سورہ فاتحہ اور سورہ
پڑھنے کا حکم دیتے ہین ظہر اور عصر مین علاوہ برین بخاری نے کہا ہے جب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب سے حدیث ثابت ہوگئی تو پھر اسود وغیرہ
کی کچھ سند نہین **قولہ** عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ قرارت فاتحہ خلف امام جائز
نہین ہے **اقول** قرارت فاتحہ خلف امام جائز ہے بلکہ فرض **قولہ** اور شاہد
مندرجہ عبارت عادل وثقہ ہین **اقول** ہرگز نہین بلکہ کاذب ہین اور اگر
کوئی ثقہ بھی ہے تو اُسنے گواہی نہین دی **قولہ** نظر برین دعوے لامذہبان

کرتے ہین عبادۃ رض بن الصامت کی حدیث کو ۔ اور بڑے تعجب کی بات ہے
کہ عینی حنفی خود اسی محمد بن اسحق سے تعجیل صلوۃ مغرب مین استدلال کرچکا
ہے وہان بولا بھی نہین اور کیون بولتا مطلب کی موافق بات تھی ۔ تحقیق
منظور ہوتی یا تعجیل کا مخالف ہوتا تو رد کرنے کو وہان بھی ضرور بولتا ۔ اور
ابن ہمام حنفی نے باب تعجیل صلوۃ مغرب مین کہا ہے هذا ان صح ىنوثيق
محمد بن اسحق وهو الحق الابلج وما نقل من كلام مالك فيه لا يثبت و
لو صح لم يقبله اهل العلم كيف وقد قال شعبة فيه هو امير المومنين
في الحديث وروى عنه مثل الثوري وابن ادريس وحماد بن زيد و
يزيد بن زريع وابن علية وعبد الوارث وابن المبارك واحتمله احمد
وابن معين وعامة اهل الحديث غفر الله لهم وقد اطال البخاري
في توثيقه في كتاب القراءة خلف الامام وذكره ابن حبان في الثقات وان
مالكا رجع عن الكلام في ابن اسحق واصطلح معه وبعث اليه بهدية
انتهى ۔ ترجمہ یہ ہے کہ اگر صحیح ہو توثیق محمد بن اسحق کی اور اسکا ثقہ ہونا حق
ہے ۔ اور وہ جو امام مالک کی کلام اسکے بارے مین نقل کیگئی ہے ثابت نہین
ہوئی اور اگر صحیح بھی ہو تو اہل علم اسکو قبول نہین کرتے (یعنی کلام مالک کو)
اور کیونکر قبول کرین حالانکہ شعبہ نے محمد بن اسحق کے حق مین فرمایا کہ وہ حدیث
مین مومنین کا سردار ہے اور اس سے ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن
زید اور یزید بن زریع اور ابن علیہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک
جیسے روایت کرتے ہین اور قبول کیا ہے اسکو احمد اور ابن معین اور تمام
اہل علم نے اللہ تعالی مغفرت کرے اونکے لئے اور بخاری نے لنبی بحث کی
اسکی وثاقت بیان کرنے مین کتاب قراءۃ خلف الامام مین اور ابن حبان نے

عبارت پہلے ہی لکھ چکا کہ عبادہؓ کی حدیث صحیح ہے پھر بالخصوص کہکر اعتراض مخاصمین کو
بیان کرتا ہے اب ہم مخاصمین کے جواب دیتے ہین اول یہ کہ مولوی عبدالحی صاحب
نے امام الکلام مین تحریر فرمایا ہے ثم ذکر ابن سید الناس الجروح الواقعۃ
واجاب عن جمیعھا باجوبۃ شافیۃ یعنی ابن سید الناس نے جرح جو محمد
بن اسحق پر کیئے گئے ہین ذکر کر کے ان سب جروح کے کافی شافی جواب
دیئے ہین پس صاحب تقریب کے قول کا بھی جواب شافی دیا ہے دیکھ لے جسکا جی
چاہے — اور عینی نے جو محمد بن اسحق کو مدلس کہا ہے اوسکا اول جواب الزامی
تو یہ ہے کہ حنفی تدلیس کو جرح نہین کہتے جیسا کہ منار وغیرہ اصول حنفیہ کی
کتابون مین لکھا ہے لایقبل الطعن بالتدلیس یعنی تدلیس کا طعن مقبول نہین ہے
عینی حنفی کو شرم نہ آئی تدلیس کا طعن کرتے ہوئے دوم یہ کہ اچھا تدلیس جرح
ہے لیکن اسکا جواب موجود تھا اُسکو کیون بھلا دیا کیونکہ حاکم اور بیہقی کی روایت
مین محمد بن اسحق سے تحدیث پر تصریح تھی یعنی اس روایت مین ابن اسحق نے
عن کے ساتھ روایت نہین کی بلکہ اُسنے کہا ہے حدثنی مکحول پس مظنہ
تدلیس کا جاتا رہا اور اس سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قول کا بھی
جواب ہوگیا کیونکہ خود انہین شیخ صاحب نے مقدمہ مین تحریر کیا ہے وحکم
من ثبت عنہ التدلیس انہ لایقبل منہ الا اذا صرح بالتحدیث ترجمہ
اور حکم اس شخص کا کہ ثابت ہو اُس سے تدلیس یہ ہے کہ نہ قبول کیجاویگی اُسکی
روایت مگر جب تصریح کردے ساتھ تحدیث کے — پس ابن اسحق نے تحدیث
پر تصریح کر دی ہے علاوہ برین محمد بن اسحق کے اور بھی تابع [illegible] ہین
جیسے زید بن واقد (جو اہل شام کے ثقات سے ہے) اور سعید بن
عبدالعزیز اور عبداللہ بن علا اور ابن جابر یہ سب مکحول سے روایت

كان قبلهم وتاويل بعضهم في العرض والنفس ولم يلتفت اهل العلم في هذا النحو الا بيان وحجة ولم يسقط عدالتهم الا ببرهان ثابت وحجة والكلام في هذا كثير وقال عبيد بن يعيش حدثنا يونس بن بكير قال سمعت شعبة يقول محمد بن اسحق امير المحدثين لحفظه وروى عنه الثوري وابن ادريس وحماد بن زيد ويزيد بن زريع وابن علية وعبد الوارث وابن المبارك وكذالك احتمله احمد ويحيى بن معين وعامة اهل العلم (جزء القراءة) **ترجمہ** کہا بخاری نے دیکھا مین نے علی بن عبد اللہ کو حجت پکڑتے محمد بن اسحق کی حدیث کے ساتھ اور کہا علی نے ابن عیینہ سے نقل کرکے نہین دیکھا مین نے کسیکو کہ تہمت لگاتا ہو ابن اسحق پہ - حدیث کی ہمسے محمود نے کہا حدیث کی ہمسے بخاری نے کہا کہ مجکو کہا ابراہیم بن المنذر نے کہ حدیث کی ہمسے عمر بن عثمان نے کہ تحقیق زہری مغازی ابن اسحق مدنی سے اوس روایت لیا کرتا تھا جو عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت سے ہوتی اور جو امام مالک سے ابن اسحق کی شان مین لوگ ذکر کرتے ہین بیان کرنے کی لائق نہین اور اسمٰعیل بن ابی اویس نے جو ہمارے دیکھنے مین بڑے متبع امام مالک کے تھے میرے پاس ابن اسحق کی کتابین نکالین جو اُسنے اپنے باپ سے روایت کی تھین مغازی وغیرہ سے تو مین نے اُنمین سے بہت سی حدیثین چھانٹ لین اور کہا مجھسے ابراہیم بن حمزہ نے کہ ابراہیم بن سعد کے پاس محمد بن اسحق کی روایت سے قریب سترہ ہزار حدیثون کے ہے احکام مین سواے مغازی کے اور ابراہیم بن سعد اپنے زمانہ مین مدینہ والونسے حدیث زیادہ جانتا تھا - اور اگر صحیح بھی ہو مالک کا ثہ اکہنا ابن اسحاق کو تو کبھی آدمی کلام کرتا ہے اور اپنے صاحب کو ایکبات مین متہم کرتا ہے اور ساری باتومین متہم نہین کرتا اور کہا ابراہیم

اسی محمد بن اسحق کو ثقات مین ذکر کیا اور تحقیق رجوع کیا ہے امام مالک نے اپنے
کلام سے ابن اسحق کی بابت اور صلح کرلی اسکے ساتھ اور اسکو تحفہ بھیجا۔ اب تو
اے جوڑے سنگ انصاف سے کہدے بیت جواب اسباب کا گھر ہی مین کیسا
نکل آیا + مین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا + دیکھہ حنفیہ کے کیسے بڑے
بشب اور راہب کے قول سے محمد بن اسحق صاحب المغازی امیر المحدثین کی
تعدیل ثابت کر دکھائی۔ اب اس کتاب مستطاب کی عبارت بھی ہم لکھدیتے ہین
جسکا حوالہ ابن الہمام حنفی نے دیا ہے۔ قال البخاری رایت علی بن عبد اللہ
یحتج بحدیث محمد بن اسحق وقال علی عن ابن عیینۃ ما رایت احدا
یتہم ابن اسحق حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال وقال لی ابراہیم
بن المنذر حدثنا عمر بن عثمان ان الزہری کان یتلقف المغازی من ابن
اسحق المدنی فیما یحدثہ عن عاصم بن عمر بن قتادۃ والذی یذکر عن مالک
فی ابن اسحق لا یکاد یبین وکان اسمعیل بن ابی اویس من اتبع من
رأینا مالکا اخرج الی کتاب ابن اسحق عن ابیہ عن المغازی وغیرہا
فانتخبت منہا کثیرا وقال لی ابراہیم بن حمزۃ کان عند ابراہیم بن سعد
عن محمد بن اسحق نحوا من سبعۃ عشر الف حدیث فی الاحکام سوی
المغازی وابراہیم بن سعد من اکثر اہل المدینۃ حدیثا فی زمانہ ولو
صح عن مالک تناولہ من ابن اسحق فلربما تکلم الانسان فیرمی صاحبہ
بشیء واحد ولا یتہمہ فی الامور کلہا وقال ابراہیم بن المنذر عن محمد
بن فلیح نہانی مالک عن شیخین من قریش وقد اکثر عنہما فی الموطا وہما
مما یحتج بحدیثہما ولم ینج کثیر من الناس من کلام بعض الناس فیہم
نحو ما یذکر عن ابراہیم من کلامہ فی الشعبی وکلام الشعبی فی عکرمۃ وفیمن

اقول اعتراض معترض بیجا ہی اور یہ جو ٹرے سنگہ نے جو لکھا ہے کہ مدعا علیہ نے تمثیلاً
پیش کیا تھا اگر اسکا حکم کسی امر پر دیا جاتا تو وہ قابل تسلیم نہوتا یہ اُسکی بیوقوفی ہے
کیونکہ اگر کسی چیز پر اسکا حکم نہ دیا جاوے تو تمثیل ہو ہی نہین سکتی کیونکہ اُس
کانے دجال لاالعقل نے یون کہا تھا کہ آپ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
سے عدم جواز نماز کا جو فتوی دیتے ہین اُس شخص کے لئے جو سورہ فاتحہ نماز
مین نہین پڑہتا اچھا مسجد کے پڑوس مین جو رہتا ہے اُسکے حق مین کیا فتوی
دینگے جبکہ وہ مسجد کے سوا نماز پڑہے کیونکہ اُسکے بارے مین بھی تو آیا ہے کہ
لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد نہین نماز ہوتی مسجد کے پڑوسی کی مگر مسجد
مین سو تو اُسکو یہ جواب دیا گیا کہ یہ موضوع ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی اور اور
کوئی دلیل بھی ایسی نہوتی جو نفی فضیلت پر مجبور کرتی تو البتہ یہان بھی ہم یہی
معنی کرتے جو قرأۃ فاتحہ کی حدیث مین کرتے ہین۔ مشکوٰۃ المصابیح کا حاشیہ
جو اس بارے مین ہے اُسکا جواب بھی یہی ہے صاحب فہم اسکو سمجھ لیگا **قولہ** دیکھو
حدیث کتاب فوائد مجموعہ مولفہ قاضی شوکانی الخ **اقول** بیشک قاضی شوکانی
نے اسکی تحقیق تحریر فرمائی ہے لیکن تو نے تو اسکو سمجھا ہی نہین اور اُس جولاہے
مذکور نے بھی تجکو اُسکا ترجمہ بھی ٹھیک نہین لکھوایا اور یہ جو نقل مشہور ہے کہ جولاہی
کی گرہے مین عقل ہوتی ہے اسکی تصدیق بھی ہمنے یہین سے پائی۔ **قولہ**
عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ حدیث صدر سہ گیارہ محققین نے اپنی تحقیقات کو
الخ **اقول** اس عبارت مین جن اشخاص کے نام درج ہین انہین سے
دو نے موضوع کہا ایک عمرو بن راشد نے کیونکہ اُسنے کہا لا یحل ذکرہ الا بالقدح
یعنی اسکا ذکر کرنا جائز ہی نہین مگر قدح کے ساتھ اور یہ مسئلہ بھی مسلم ہوا ہے
کہ موضوع کو بیان کرنا درست نہین اگر بیان کرے تو بتلا وے کہ یہ حدیث موضوع

منذر سے اور محمد بن فلیح سے کہ منع کیا مجھ مالک نے دو شیخون سے فارس کے اور
خود موطا مین اُن دونون سے روایت بہت لایا ہے اور دونونکی حدیث کے ساتھ
حجت پکڑی جاتی ہے اور نہین بچے بہت لوگ بعضون کے طعن سے جیساکہ
ذکر کیا جاتا ہے کہ ابراہیم نے طعن کیا شعبی پر اور شعبی نے عکرمہ پر اور ایسے
ہی اُنسے پہلے لوگونمین اور طعن سے عزت اور رجان مین اور نہین توجہ کیا عالمون
نے ایسی باتونمین مگر دلیل واضح اور حجت کے ساتھ اور راونکی عدالت ساقط نہین
کی مگر دلیل ثابت اور حجت کے ساتھ اور اسمین کلام طویل ہے اور کہا عبید بن
یعیش نے حدیث کی ہمسے یونس بن بکیر نے کہا مین نے سنا شعبہ سے کہتا تھا
محمد بن اسحق امیر المحدثین ہے حفظ کے سبب سے اور اُس سے ثوری اور ابن ادریس
اور حماد بن زید اور یزید بن زریع اور ابن علیہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک
نے روایت کی ہے اور اسیطرح قبول کیا اسکو احمد اور یحیی بن معین اور سارے
اہل علم نے ــــ یہ **بخاری** صاحبکا قول اسلئے نقل کیا گیا ہے کہ اسپر محقق و مقلد
کوئی چون و چرا نہ کریگا جسکو اللہ تعالی نے کچھہ بھی سمجھہ دی ہے کیونکہ انکا قول تحقیق رواۃ
مین بڑا مسلم ہے **قولہ** قدح ثانی یہ قدح ہے کہ لاصلوۃ مین لا نفی مطلق کا نہین
بلکہ لا نفی جنس کا ہے **اقول** یہ بات کریم بخش جیسے واحد العین دجال نے بھی نہین
کہی تھی یہ تیری اور عبد الشکور جولاہے کی جہالت اور حماقت ہے بلکہ لا نفی جنس کا
تو اُسکو سبھی کہتے ہین تنازع تو فقط اتنا ہے کہ اہلحدیث فرماتے ہین کہ یہ لا نفی جنس کا
اپنے معنی حقیقی پر اسیجگہہ ہے یعنی نفی ذات کے لئے ہے اور یہی بات حق ہے
اور اہلبدعۃ کہتے ہین کہ یہ نفی صفت پر محمول ہے اور یہ بات انکی صحیح نہین جیساکہ
بیان ہو چکا **قولہ** جسکی مثال یہ ہے لاصلوۃ لجار المسجد الخ اسپر مدعی کی جانب
سے یہ جواب ہوا کہ یہ حدیث موضوع ہے تحقیقات اعتراض موضوع بیجا ہے الخ

کوئی کیا کرے جسکا پیشہ ہی کذاب گوئی و افترا بندی کا ہو اور یہ جو لکھتا ہے مولوی حیدر علی صاحب دہلوی کی بابت کہ اُنھون نے خر عیسی پادری کے خط کا جواب نہین تحریر کیا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ جیسا تو خر دجال جاہل اور بڑا کذاب ہے ایسا ہی خر عیسی بھی ہے اگر اُنکو جواب لکھکر دینگے تو پھر وہ کچھ رد و بدل کر کے اتہام کریگا پس اس سے خاموشی بہتر ہے کیونکہ جاہلونکا یہ بھی ایک جواب ہے مصرع جواب جاہلان باشد خموشی + **قولہ** ہم کہتے ہین کہ قرآن مجید اور فرقان حمید مین کوئی آیت باہم معارض نہین ہے الخ **اقول** یہ مدعی تو ہمارا ہے بلکہ ہمارے نزدیک تو احادیث صحیحہ بھی متعارض نہین کیونکہ وہ ایسے شخص کا فرمان ہے جسکے حق مین وارد قرآن ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ـ لیکن یہ بات تجکو مضر ہے کیونکہ تیرے مذہب کے بڑے بڑے لبشپ اور پوپ نے بہت جگہہ تعارض مانا ہے اور پھر جب تطبیق نہ دے سکے تو معًا چھری تساقط کی پھیر دی اور متعارضین کو خواہ وہ آیتین ہون یا حدیثین کالعدم سمجھ لیا یا اپنی دانست مین تخالف سمجھکر خنجر نسخ چلا دیا چنانچہ کتب فقہ و اصول و تفاسیر ان باتون سے مالامال ہین اور ان فقیہون اور مفسرون نے آیت لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۵ کا مطلق خیال نہ کیا وا اوبرین را اور تو اسبات سے بالکل واقف نہین اگر تجکو یہ معلوم ہوتا کہ یہ مسئلہ مذہب حنفیہ مین صریح لکھا ہوا ہے تو کبھی اسکا منکر نہوتا یہی باعث تھا کہ وہ کریم بخش دجال و تھکر نہ کچھ جواب دے سکا نہ انکار کر سکا ورنہ حنفی مذہب کی دھجیان اوڑجاتی اور تو نے جو انکار کیا وہ ایسا ہے جیسا عیسائیون کی جب کوئی اعتراض ایسا پڑتا ہے جسکا وہ جواب نہین دے سکتے تب وہ اپنے مسئلہ کا انکار کر دیتے ہین اور پھر وہ اُسی کا کرتے فقیر چنانچہ آگے ہم تیرے ہی کلام سے ثابت کر دینگے کہ جس تعارض کا تو یہان منکر ہوا ہے اوسکا تو خود مقر بھی ہے **قولہ** افسوس اگر آپ لوگونکو احادیث اور آیۃ قرآن شریف کی شان نزول

دوسرے صغانی نے - اور دو شخصوں فیروز آبادی اور سخاوی نے ضعیف کہا
اور یہان پر عجلی کے سوا اور کسیکی تصحیح کا بیان نہین اور یہ بھی اصول حدیث کا
قاعدہ ہے کہ جب جرح و تعدیل معارض ہون تو جرح کو تقدیم ہے - فافہم
اور ایک شعر نواب والا جاہ کا جو تو نے لکھکر اُنکو بُرا کہا ہے اور کہا ہے کہ اُنھون
نے مُردہ سے مدد چاہی ہے معاذ اللہ استغفر اللہ یہ تیری نادانی ہے اور تیرا
بہتان ہے ایسے شخص پر جو بڑا موحد عالم فاضل ہے اور تمام شرک و بدعت کا
قلع قمع کرنیوالا اُس شعر مین تو مُردہ سے مدد چاہنے کا ذکر تک بھی نہین
اور یاد رہے کہ مدد اور استمداد مین بڑا فرق ہے **قولہ** وجہ ثالث یہ ہے کہ
اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ ناسخ قول نبی ہے لہذا حدیث منسوخہ لائق حجت نہین
الخ **اقول** یہ اُسنے نہین کہا تھا یہ تیری بناوٹ ہے اور کسی حنفی نے آجتک
تو یہ دعوی نہین کیا ہان اب تو نے یہ کہا ہے پس ہم کہتے ہین کہ اگر کسیکو یہ
دعوی ہے کہ حدیث عبادہؓ بن الصامت کی اور انسؓ کی جو بالتخصیص مقتدی
کے الحمد پڑھنے کے بارے مین ہے منسوخ ہے تو وہ اپنے کسی بڑے عالم کو
جو قرآن و حدیث و اصول حدیث و فقہ و اصول فقہ وغیرہ سے بخوبی واقف ہو
مشرق سے لیکر مغرب تک چاہے کسیکو سامنے لاوے یا اُس سے فقط اس نسخ
کے بارے مین تحریر کراے پھر دیکھ لینگے کون مرد کا بچہ ثابت کر دکھاتا ہے اور تیرے
جیسے جوڑے ناک چھیدے کان بندے تو کس گنتی مین ہین اگر کچھ دعوی ہے
تو لے آ اپنے کسی بڑے لٹشب کو - ورنہ ایسے ایسے لفظ لکھکر ناواقفونکو دھوکا
مت دے اور چوڑ یین پہنکر اور مسی لگاکر بازار مین بیٹھ رہ پیسے وہان بھی بہت
ملجائینگے **قولہ** مدعی کو دعوی تھا کہ مین محقق ماوجہ محدث ہون الخ **اقول** مدعی صاحب
تو اپنے دعوے مین ماشاء اللہ صادق ہین لیکن تیرے جیسے دجال کذاب کو

ابن مردویہ اور بیہقی نے کتاب القراءۃ مین ابن عباس رض سے قال صلی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقرء قوم خلفہ فخلطوا علیہ فنزلت فھذا فی المکتوبۃ
ترجمہ ابن عباس رض نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی تو لوگ آپکے پیچھے قراءت
کرنے لگے پس خلط کر دیا لوگون نے قرآن آنحضرت پہ تو یہ آیت نازل ہوئی پس یہ آیت
نماز فرض مین ہوئی تھی - پس یہ روایتین صاف اسبات پہ دلالت کرتی ہین کہ پکارکر
پڑھنا مقتدی کو منع ہوا نہ آہستہ کیونکہ جو روایت تونے لکھی ہے اُسمین صرف اتنا
بیان ہے رسول اللہ پڑھتے تھے صحابہ رض بھی پڑھتے تھے وہان پر اس امر کی تصریح
نہین کہ پکارکے پڑھتے تھے یا آہستہ - اور ابی ہریرہ اور ابن عباس رض کی روایتون سے
معلوم ہوگیا کہ پکارکے پڑھتے پس ابوالعالیہ کی روایت مین بھی پکارکر پڑھنا مراد ہے
پس جب آیۃ کریمہ نازل ہوئی تو لوگون نے پکارکے پڑھنا چھوڑ دیا - اور ان روایتون کے مؤید وہ روایت بھی ہے جسکو امام بخاری رح نے رسالہ قراءۃ خلف الامام
بین عبداللہ رض سے روایت کیا ہے قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقوم
کانوا یقرؤن القرآن فیجھرون بہ خلطتم علی القرآن وکنا نسلم فی الصلوٰۃ
فقیل لنا ان فی الصلوٰۃ لشغلا **ترجمہ** عبداللہ رض نے کہا کہ رسول اللہ نے
اُن لوگونکو جو قرآن پکارکر کے پڑھتے تھے فرمایا کہ تمنے تو مجھپر قرآن خلط کر دیا اور
ہم نماز مین سلام کر لیا کرتے تھے تو ہمکو کہا گیا تحقیق نماز مین ایک شغل ہے -
اب ناظرین غور فرماوین کہ یہ لوگ کیسے آفت تقلید مین گرفتار ہین - دیکھو اس
خردجال کو وہی روایت ملی جو اپنی دانست مین اسنے یہ سمجھا کہ یہ ہمارے مطلب
کے موافق ہے حالانکہ وہ اُسکے مفید مطلب نہین تھی اور آور روایتین جو اسی
بیہقی کی موجود تھین اسکو نہ سوجھین — علاوہ برین یون بھی اسکا جواب
ہم دیتے ہین کہ یہان پر تو تصریح نہین کہ الحمد پڑھتے تھے یا اور کوئی سورہ - اور عبادہ

معلوم ہوتی الخ **اقول** صد افسوس اگر تجکو کچھ بھی علم سے مس ہوتی اور قرآن
و حدیث کبھی سنا ہوتا تو احادیث صحیحہ پر استرۂ نسخ نہ پھیرتا اور مقراض تعارض چلاتا
کیونکہ آیۂ کریمہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ عام ہے اور احادیث مثبتہ قراءت فاتحہ
خلف امام خاص ہین پس آیت و حدیث مین قطعی تعارض بالکل نہین جب تعارض نہین تو نسخ
کسطرح ہوگا ہان اگر قرآن پاک مین خاصکر مقتدیکو الحمد پڑہنے کی ممانعت ہوتی
اور احادیث مین جواز تو البتہ آیت ناسخ ٹھہرتی اور حدیث منسوخ اور پھر بھی اگر
حدیث کا تقدم ثابت ہوتا اور آیت کا تاخر ورنہ حنفیہ کے نزدیک تو آیت بھی حدیث
سے منسوخ ہو جاتی ہے جیسا کہ لکھا مسلم الثبوت مین جو اصول حنفیہ کی انتہائی
کتاب ہے یجوز نسخ الکتاب بالسنۃ قطعا یعنی قرآنکا منسوخ ہونا حدیث کے
ساتھ بلا شبہ جائز ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اسمین کلام ہے الا آب الزام
حنفیہ پر قائم ہے **قولہ** دیکھو شان نزول آیت قرآنی پیش کردہ مولوی کریم بخش
صاحب کا یہ ہے ابو العالیہ سے بیہقی نے روایت کی ہے ان النبی صلعم کان اذا
صلی باصحابہ فقرء قرأ اصحابہ فنزلت ہذہ الایۃ فسکت القوم وقرء النبی
صلی اللہ علیہ وسلم **اقول** کریم بخش نے یہ شان نزول نہین پیش کیا تھا
اُسکو تو یہانتک پہنچنے کی نوبت ہی نہین آئی وہ تو پہلے ہی بھاگ گیا تھا ہان اب
تو نے یہ پیش کیا ہے اب اسکا جواب سن اس سے قراءت فاتحہ خلف امام کی
ممانعت نہین نکلتی کیونکہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ
اور بیہقی کتاب القراءۃ مین - اور ابن عساکر ابی ہریرہ رض سے روایت کرتے ہین
اس آیت کے بابت الایۃ نزلت فی رفع الاصوات وہم خلف رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ ترجمہ یہ آیت نازل ہوئی آوازین بلند کرنیکے
بارےمین جبکہ وہ نماز مین رسول خدا صلعم کے پیچھے ہوا کرتے تھے - اور بھی روایت کیا

آیت ہذا کا نزول وقت خطبہ جمعہ تبلاتے ہین وہ غلطی پر ہین کیونکہ آیت شریف مکی ہے اور جمعہ مدینے مین واجب ہوا **اقول** ارے بیوقوف ذرا سنبھل کے بول دیکھ ابن مردویہ اور بیہقی نے ابن عباس رض سے بارہین آیۃ اذا قرئ القرآن کے روایت کیا ہے نزلت فی رفع الاصوات خلف رسول اللہ فی الصلوۃ وفی الخطبۃ یوم الجمعۃ وفی العیدین فنہاہم عن الکلام فی الصلوۃ وفی الخطبۃ لانہا صلوۃ وقال من تکلم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلا صلوۃ لہ **ترجمہ** نازل ہوئی یہ آیت آوازین بلند کرنے مین رسول اللہ کے پیچھے نماز مین اور جمعہ کے خطبہ مین اور دونون عیدونمین پس منع کیا انکو باتین کرنے سے نماز مین اور خطبہ مین اسواسطے کہ وہ بھی نماز ہے اور کہا جو شخص جمعہ کے روز باتین کرے امام کے خطبہ پڑھتے وقت پس نہین ہے نماز اسکے لئے ۔ اب تبلا کون غلطی ہے پس تو ہی اے جوڑسنگہ غلطی پر ہے بالکل تو نے نہین سمجھا اصل بات یہ ہے کہ اس آیۃ کریمہ کے شان نزول مین مختلف روایتین آئی ہین کسی مین یہ ہے کہ خطبہ کی سماع مین ہے اور کوئی روایت ہے کہ ان اذکار فی الصلوۃ کے حقمین ہے جو آیات ترغیب وترہیب مین وارد ہوے اور نماز مین باتین کرنیکی یا سلام کرنے یا امام کے پیچھے پکار کر پڑھنے یا نزول قرآن کیوقت رسول اللہ کی قرأت مین یا کفار کے حقمین وغیرہ روایتین موجود ہین لیکن انکا یہ مطلب نہین کہ ان سب مین یہ جدا جدا نازل ہوئی بلکہ نازل تو ایکمرتبہ یا دومرتبہ ہوئی خواہ نماز پڑھتے وقت یا خطبہ کیوقت یا انکے سوا مگر حکم اسکا ان سب جگہہ دیا گیا ۔ غرض آیت عام ہے اور عمومات قرآنی کی تخصیص کو صحابہ کرام نے سنت ثابتہ سے جائز رکھا خواہ وہ خبر متواتر ہو یا مشہور یا خبر واحد دیکھو یُوصِیکُمُ اللّٰهُ فِی اَوْلَادِکُمْ مین کُمْ کا لفظ عام ہے اور اَوْلَادِ کا لفظ بھی عام پھر جمہور اہل اسلام نے نحن معشر الانبیاء لانورث

بن الصامت کی حدیث مین صراحۃً آچکا ہے فلا تقرءوا بشیءٍ من القرآن اذا جھرت الا بام القرآن ترجمہ پس نہ پڑہا کرو تم کچھ قرآن مین سے جب مین پکار کے پڑہون مگر سورہ فاتحہ - اور انس رض کی حدیث مین بھی صاف صاف موجود ہے ولیقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ ترجمہ اور چاہیئے کہ پڑہا کرے ہر ایک تم مین سے سورہ فاتحہ کو آہستہ پس معلوم ہوا کہ آمین سے پکار کر پڑہنا منع ہوا نہ آہستہ اور جب امام جہر اقراءت کرتا ہو تو سورہ فاتحہ سے زیادہ پڑہنے کی ممانعت ہے - اور یہ بھی جواب ہے کہ استماع اور انصات آہستہ قراءت کا مانع نہین اور نہ اسکے خلاف بلکہ آہستہ قراءت کو سکوت کہنا شرعاً ثابت ہے عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم اذا کبر فی الصلوۃ سکت ھنیۃ قبل ان یقرء فقلت یا رسول اللہ بابی انت وامی ارایت سکوتک بین التکبیر والقراٰن ما تقول قال اللھم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من خطایای کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسلنی من خطایای بالثلج والماء و البرد ترجمہ ابی ہریرہ رض سے ہے کہا جب تکبیر تحریمہ کہتے تھے نماز مین چپ رہتے تھوڑی دیر قرآن پڑھنے سے پہلے پس مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فدا ہون آپ پر میرے مان باپ کیا دیکھتے ہین آپ اپنے چپ رہنے کو تکبیر اور قرآن کے درمیان آپ کیا پڑہا کرتے ہین فرمایا اللھم باعد بینی و بین خطایای الخ دیکھو ابی ہریرہ رض صاحب رسول اللہ کو تکبیر اور قرآن کے درمیان ساکت بھی کہتے ہین اور اسوقت کا پڑہنا بھی پوچھتے ہین معلوم ہوا کہ سکوت کچھ پڑہنے کے خلاف نہ تھا اور رسول کریم نے انکے اس کہنے اور سوال کرنیکو غلط نفرمایا بلکہ جواب دیا کہ مین اس سکوت کے وقت اللھم باعد بینی الخ پڑہتا ہون **قولہ** اور رجوع واقف

کہنے لگتے ہین ہمکو تو امام ابوحنیفہ کا قول کافی ہے یہانپر آنکر میان مٹھو اپنے مذہب
کو بھی تو سلنے پس پشت پھینکدیا اور فاستمعوا له کے حکم کو نماز جہری کے ساتھ خاص
کردیا اور یہ نخیال کیا کہ ہدایہ مین جو حنفیو نمین بڑی مشہور کتاب ہے اور
حنفی اُسکو بڑی معتبر گمان کرتے ہین اسی فاستمعوا له سے خطبہ سننے کی فرضیت
بھی ثابت کی ہے پس خصوصیت نماز جہری کی کہانسے آئی **قوله** او انصتوا
سے ہر دو حال مین یعنی اندر نماز و بیرون نماز عام کو بتلاتا ہے **اقول** جو خوش
ناظرین ذرا اس مقام پہ خوب غور فرماوین اور حمیت او تعصب کو راہ نہ دین جوڑے سنگھ
نے پہلے انصتوا کے حکم کو نماز سری کے ساتھ خاص کیا ایک تو یہ اُسکی غلطی کیونکہ
حنفی چپ رہنے کا حکم نماز سریہ جہریہ دونو مین دیتے ہین اگرچہ سریہ مین حکم کا
دینا ٹھیک نہین اسوقت تو امام پکار کے پڑہتا ہی نہین پس چپ رہنا کیسا
دوسرے پھر کہتا ہے انصتوا سے ہر دو حال مین یعنی اندر نماز و بیرون نماز
عام کو بتلاتا ہے پس ہم اب لکھتے ہین کہ اس جوڑے سنگھ کے قول سے یہ بات
نکلی کہ ایک جگہہ کوئی قرآن پڑہتا ہو خارج نماز کے آہستہ تو جب تک وہ پڑہتا
رہے تو کوئی شخص وہان نماز نہ پڑہے - اور دوسری بات یہ نکلی کہ ایکوقت
مین کسی شخصونکو علیحدہ علیحدہ نماز خواہ فرض ہون یا سنتین یا نفلین جائز
نہین بلکہ ایک آدمی نماز نفل وغیرہ ادا کرے اور سب بتون کی مانند چپ بیٹھے رہین
اور تیسری یہ بات کہ مکتبین قرآن خوانی کی سب خلاف قرآن ہین کیونکہ جب چند
چند شخصونکو ایکوقت مین پڑہنا منع ہوا تو آواز سے اکٹھے بیٹھکر پڑہنا بطریق
اولی منع ہوگا واہ واہ میان جوڑے سنگھ تم تو نرے مفسر نکلے نقل مشہور ہے کہ
کوا ہنس کی چال چلنے لگا تھا اپنی بھی بھول گیا اور ہنس کی چال تو بھلا اُسے
کیون آنے لگی تھی مذہب کی تائید کرتے کرتے مذہب ہی فراموش ہوگیا

ما ترکنا فهو صدقة ترجمہ ہم گروہ انبیا ہین ہم نہین وارث کیے جاتے جو کچھ
ہم چھوڑ جاتے ہین پس وہ صدقہ ہے) جیسی خبر واحد سے جسکے راوی فقط
صدیق اکبر رضہ ہین تخصیص کرلی اور کل صحابہ نے جناب رسول خدا صلعم کے
مال ورثہ سے جناب بتول رضہ کو محرومۃ الارث کیا اور عموم قرآن کو چھوڑ کر خبر واحد
عمل فرمایا۔ اور جناب عمر رضہ وعثمان رضہ وعلی رضہ نے اپنی اپنی خلافت مین اسی خبر واحد
پر عمل کیا۔ یاد رہے نحن معاشر الانبیاء کی حدیث کو مسلم الثبوت مین اخبار
احاد سے مانا ہے اور حدیث لا یرث الکافر المسلم (کافر مسلم کا وارث نہین
ہوتا) سے بھی آیت یوصیکم اللہ الخ کی تخصیص کرلی اور عموم قرآن کا کچھ خیال
نہ کیا اور کافر کی مومن اولاد کو اور مومن کی کافر اولاد کو اس حدیث کے باعث
ورثہ سے محروم رکھا اور ایسی بہت نظیرین ہین مگر اختصاراً اسی پر اکتفا کیا۔ اور
یہ جو تونے کہا ہے کہ جمعہ مدینے مین واجب ہوا (یہ واجب کا لفظ یاد رہے)
قولہ یعنی فاستمعوا الہ سے نماز جہری اور انصتوا سے نماز سری **اقول** جہری
اور سری نمازون کے ساتھ جو تونے یا تیرے کسی لشب اور لوپ نے اس آیت کو
خاص کرلیا ہے یہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو ہم کیا کرین نہ تو قرآن کریم مین
کہین جہرا سرا کی قید ہے نہ احادیث مین کہین اسکا پتا جب تم لوگون نے تفسیر
رسول اللہ کو چھوڑ دیا پھر بھلا تمکو قرآن کریم کی سمجھ کسطرح آوے سچ ہے **شعر**
خلاف پیمبر کسی رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید + **قولہ** اور فاستمعوا لہ
سے خاص نماز مین **اقول** تم لوگونکو اللہ ورسول کے خلاف کرنیکا تو ڈر نہین
لیکن اپنے مذہب کے خلاف کرنیکا تو خوف ہے کیونکہ ہم بارہا اسبات کو تجربہ کرچکے
ہین کہ حنفیہ کے آگے جب قرآن وحدیث پیش کیا جاتا ہے اور اُنکے امام کی راے
اُسکے مخالف ہو تو اسوقت وہ اللہ ورسول کے فرمانکا کچھ لحاظ نہین کرتے اور

روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے من قال فی القران برایہ فلیتبوء مقعدہ من الناس وفی روایۃ من قال فی القران بغیر علم فلیتبوء مقعدہ من الناس ترجمہ جو شخص کہے قرآن مین اپنی راے سے پس چاہئے کہ ڈھونڈلیوے ٹھکانا اپنا دوزخ مین - اور ایک روایت مین آیا جو شخص کہے قرآن مین بغیر علم کے پس چاہئے کہ تلاش کرلے جگہہ اپنی دوزخ مین - روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے - پس غور کرنیکا مقام ہے کہ اس جوڑے سنگدلی تعصب مذہبی پر آنکر اپنی راے سے بغیر علم کی ایسی تفسیر کی جو خلاف منشاء قرآن کے اور خلاف ہے احادیث نبوی کے پس اس حدیث مذکورہ کا یہ شخص پورا پورا مصداق بنگیا - سچ کہا طحاوی نے جو مقلد ہو وہ جاہل ہے یا متعصب -

قولہ اور آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ناسخ ہے آیت وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی جسکی دلیل یہ حدیث نبوی ہے عن عمر بن الخطاب قال سمعت ہشام بن حکیم بن حزام یقرء سورۃ الفرقان علی غیر ما اقرأہا الخ **اقول** آیت شریفہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا آیۃ کریمہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ سے ہرگز منسوخ نہین کیونکہ اول آیۃ کا ترجمہ یہ ہے کہ واضح پڑہا کر تو قرآن کو واضح پڑہنا یعنی اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول کو ارشاد فرمایا کہ تو قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر صحت اور ستھرائی کے ساتھ پڑہا کر اور ثانی کا یہ معنی ہے کہ باریتعالی مومنین کو فرماتا ہے کہ پس پڑہلیا کرو جو تمکو آسان ہو کلام مجید سے - اور یہ دونو آیتین قیام اللیل (نماز تہجد) مین ہین - اور دونون آپسمین مخالف بھی نہین جیسا کہ ظاہر ہے پس ایک دوسرے کے ناسخ بھی نہین ہان اگر اول آیت کے خلاف ثانی مین حکم ہوتا تو البتہ پہلی آیت کا حکم منسوخ ٹھہرتا اور پچھلی آیت اُسکی ناسخ - ولیس کذالک - اور آیت فاقرؤا کے ناسخ ہونے اور آیت ترتیل کے منسوخ

کیونکہ مذہب مین تو یہ ہے کہ اگر فجر کی جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص جماعت مین
شریک ہونا چاہے تو وہ پہلے سنتین فجر کی پڑھلے اور امام کی قراءۃ کا کچھ لحاظ
نہ کرے اور ایسے ہی اگر کوئی شخص صاحب ترتیب آوے مثلاً مغرب کی نماز
مین اور امام قرآن پڑہتا ہو اور اُس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی ہو تو پہلے وہ
نماز قضا شدہ کو پڑھلے پھر جماعت مین شامل ہو اگرچہ یہ مسئلے حدیث کے خلاف
ہین الا اب الزام قائم ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اذا اقیمت الصلوۃ
فلا صلوۃ الا المکتوبۃ ترجمہ جب تکبیر کہی جاوے نماز کی پس نہین
کوئی نماز سوائے اُس نماز فرض کے - لطیفہ حنفیہ نے اسمقام پر آیت
اذا قرئ القرآن الخ کو بھی بالائے طاق رکھدیا - اور ایسے ہی جمعہ کے خطبہ
پڑہتے وقت اگر کوئی نمازی آوے اور یاد کرے کہ مین نے صبح کی نماز نہین پڑھی
تو اُسکے لئے نماز صبح کی قضا کرنی حالت خطبہ مین جائز کہتے ہین - اور دو سنتین
جمعہ کی اُسوقت پڑہنا منع کرتے ہین حالانکہ حدیث صحیح مرفوع غیر معارض مین
آچکا ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم وھو یخطب اذا جاء احد
کم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیھما رواہ مسلم
ترجمہ روایت ہے جابر رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے خطبہ پڑہتے ہوئے
جب کوئی آوے جمعہ کے روز اور امام خطبہ پڑہتا ہو پس چاہیئے کہ وہ دو رکعتین
پڑھلے اور اختصار کرے اُنمین یعنی لمبی لمبی رکعتین نہ پڑھے روایت کیا
اسکو مسلم نے - پھر ہم کہتے ہین کہ استماع کی تخصیص جہری نمازون کے ساتھہ
اور انصات کی سریہ کے ساتھہ مستلزم ظنیت عموم ہے اور جب آیت مخصوص البعض
ہوگئی تو بالاتفاق حنفیون کے نزدیک اُسکی تخصیص احادیث مثبتہ فاتحہ سے ممنوع
نہین تنبیہ جاننا چاہیئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے ابن عباس رض سے

بھاڑ مین جھونکدیا اصل بات یہ ہے کہ حنفیونکو جو روسیاہی حاصل ہوئی تھی
بسبب بھاگ جانے کریم بخش و امام الدین و عبد الغنی وغیرہم کے اُس سیاہی کے
دور کرنے کیلیئے تو سنے بہت چہرہ پر ہاتھ پھیرے لیکن ہاتھ تو سیاہ تھے اوس سے
اور بھی کالا منھہ ہوتا چلا گیا **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ حدیث شریف مین ترتیل
سے قرآن پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ عبد اللہ بن عمرو سے روایت
ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ
وَرَتِّلْ كَمَا تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَءُهَا **ترجمہ** کہا جائیگا
واسطے صاحب قرآن (جو دنیا مین قرآن پر عمل کرتا ہے اور اُسکی تلاوت اچھی طرح
کرتا ہے) کے قرآن پڑھتا ہوا چلا جا اور ترتیل سے پڑھ جیسا کہ تو دنیا مین پڑھا
کرتا تھا پس تحقیق اُترنیکی جگہہ تیری نزدیک اخیر آیت کے ہے کہ پڑھیگا تو اُسکو
- روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے **قولہ**
اس مقام پر ہم کمال تعجب سے کہتے ہین کہ لا مذہبون کو دعوی تھا کہ ہم ہرگز اُس
امر کو تسلیم نہ کرینگے کہ جسکے واسطے آیات قرآنی یا احادیث نبوی دلیل نہو عجب ہے کہ
مسئلہ تعارض کو جو مصنفان علم اصول نے اقتباس و منضبط کیا ہے کب دلیل
سے تسلیم کر لیا الخ **اقول** کسنے اسکو تسلیم کیا تھا بلکہ جیسے اللہ و رسول و صحابہ و
اہل حدیث کا طریق چلا آتا ہے اُسپر عمل کیا تھا کہ پہلے راستی سے سمجھانا جب نمانے
تو اُسکو اُسکی کتاب سے الزام دینا چنانچہ یہود و نصاری کو بہت الزام دیئے گئے
جیسا کہ کہا گیا فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ وغیرہ لک ایسے ہی ایسے
ہی حنفیون مرجیون نے جب حدیث کو نمانا ہر چند سمجھایا گیا۔ اور اپنا اعتقاد
باطل مین حدیث کو قرآن کے خلاف سمجھا تو اُسوقت اُنکی کتاب سے اونکو الزام
دیا گیا کہ تمھارے اصول والون نے تو اسکو ساقط کر دیا اب تم کیا منھہ لیکر اسکو پیش کرتے ہو

ہونیکی دلیل وہ حدیث جولکھی جسمین یہ قصہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی نے ہشام
بن حکیم کو سورہ فرقان دوسری طرح پڑھتے سنا تو وہ اُنکو حضرت کے پاس کھینچ لائے
اور یہ بات بیان کی تب رسول اللہ نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے اور ہشام رض سے
پڑھوایا پھر فرمایا کہ اسیطرح نازل ہوئی پھر حضرت عمر رض سے پڑھوایا پس اُنکو
فرمایا اسطرح بھی یہ نازل ہوئی ہے تحقیق یہ قرآن سات قراءت پہ نازل کیا گیا
ہے فاقرؤا ما تیسر منہ پس پڑھلیا کرو جو آسان ہو اُس سے - پس یہ دلیل
مثبت دعوی نہین کیونکہ اسمین کہین بھی ترتیل سے پڑھنے کی ممانعت نہین
- اب غور کرنیکا مقام ہے کہ پہلے تو جوڑ سنگہ یہ کہہ چکا ہے کہ قرآن مجید مین
کوئی آیت باہم معارض نہین یہان آنکر ترتیل اور قراۃ ما تیسر کے حکم کو متعارض
سمجھہ لیا اور اول کو ثانی کے ساتھہ منسوخ کردیا پس خوب اپنی حماقت ظاہر کی
کہ جو دو حکم علیحدہ علیحدہ تھے اور ایک دوسرے کے مخالف بھی نہ تھے اُنکو متخالف
سمجھہ لیا اور خوب اپنا حجام بنا جتایا کہ دو آیتون غیر متعارض اور غیر منسوخ پہ اپنی
کج فہمی سے مقراض تعارض چلا کر اُسترہ نسخ پھیر دیا اور طرفہ عجیب اور لطیفہ
غریب تو یہ کہ الحمد شریف کی فرضیت کا انکار کرتے کرتے مطلق قراۃ فرض ہونیکا
بھی صاف انکار کردیا کیونکہ اُسنے اپنے زعم فاسد اور وہم کاسد سے آیت فاقرؤا
ما تیسر من القران کا یہ معنی سمجھہ لیا کہ تم قرآنکو ترتیل سے مت پڑھا کرو اور نہ سوچا
کہ حنفی مذہب کے احبار اور رہبان ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
اسی آیت سے مطلق قرآن پڑھنے کی فرضیت نماز مین لکھہ گئے ورنہ حنفیون
کے پاس فرضیۃ قراءت کی اور کوئی بھی دلیل نہین - پس اے احمق تو اب
پورا لامذہب بنگیا کیونکہ رسول اللہ کے مذہب کا تو تو منکر ہے تھا جو اس مذہب کو
اختیار کرے اُسکو تو اپنے عقیدہ فاسد مین بُرا جانتا ہے اور حنفی کو بھی اب

کہا حدیث کی ہمسے مسعر نے عبید اللہ بن قبطیہ سے قال سمعت جابر بن سمرۃ
رضی اللہ تعالی عنہما یقول کنا اذا صلینا خلف النبی صلعم قلنا السلام
علیکم السلام علیکم واشار مسعر بیدہ فقال ما بال ہؤلاء یومئون
بایدیہم کانہا اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ
ثم یسلم علی اخیہ ثم یسلم علی اخیہ من عن یمینہ ومن عن شمالہ ترجمہ کہا سنا مین نے
جابر بن سمرہ سے کہتے تھے جب ہم نماز پڑھتے پیچھے نبی صلعم کے تو ہم کہتے السلام علیکم
السلام علیکم (یس مسعر نے اشارہ کر کے ہاتھ سے تبلایا) تو حضرت نے فرمایا کہ کیا
حال ہے ان لوگونکا کا اشارہ کرتے ہین اپنے ہاتھون سے جیسیکہ وہ دُمین ہین سرکش
گھوڑونکی کافی ہے ہر ایک کو رکھے اپنے ہاتھ اپنی ران پر پھر سلام کرے اپنے
بھائیونکو دائین اور بائین کہا بخاری نے پس ڈرنا چاہیے اس بات سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے اوس چیز کا جو آپنے نہین فرمایا قال اللہ
عز وجل فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم
عذاب الیم ترجمہ فرمایا اللہ عز وجل نے ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین آنحضرت
کے حکم کا کہ پڑے اونپر کچھہ خرابی یا پہنچے اُنکو عذاب دردناک انتہی رسالہ رفع الیدین
فی الصلوۃ * رفعیدین جو رکوع کے پہلے اور پیچھے ہر رکعت مین اور تیسری رکعت
کے ابتدا مین بھی کیجاتی ہے اسکے بارے مین صدہا احادیث اور آثار صحیحہ وارد ہوچکے
ہین - اور اسکا کرنا تا آخر روز رحلت رسالت مآب سے ثابت ہے اور اسکے پچاس
صحابہ راوی ہین جسکے ثبوت مین احادیث متواترہ موجود ہین دیکھو سیوطی کی
ازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ جسکے حق مین امام بخاری نے فرمایا ہے لم یثبت
عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ لا یرفع یدیہ لیس
اسانیدہ اصح من رفع الایدی یعنی کسی صحابی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے

جو تڑے سنگ کہتا ہے ہمکو کہ تقلید شخصی اختیار کرو ہم اسکو کہتے ہین اے گمراہ تو تو
خود ورطۂ ظلمات کے اندر پڑا ہوا ہے اور ذکو بھی بلاتا ہے بیشک ابلیس لعین کا
یہی کام ہے کہ ہدایت سے ضلالت کیطرف بلانا اس تقلید شخصی پہ تو ہم ہزار مرتبہ
تھوکتے ہین جسکا قرآن و حدیث مین کہین پتا نہین بلکہ جدا جدا فرقے بنانے سے
تو منع فرمایا ہے خیر اب تیری خرافات کو ہم کہانتک لکھین اب ان باتونکا جواب
شروع کرتے ہین جو تونے اپنی حماقت اور جہالت سے آمین بالجہر اور رفع الیدین
وغیرہ کی حدیثونمین تعارض سمجھا ہے **قوله** باب رفع یدین عن عبد الله
بن عمر قال رأیت رسول الله صلعم اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی
یحاذی بهما منکبیه وقبل ان یرکع واذا رفع من الرکوع ولا یرفعهما
بین السجدتین منع عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله صلعم
ونحن رافعوا ایدینا فی الصلوة فقال ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب
خیل شمس اسکنوا فی الصلوة رواه فی المصنف **اقول** ان دونون
حدیثون مین اصلا تعارض نہین کیونکہ اول حدیث مین رفع یدین تکبیر تحریمہ کی
اور رکوع سے پہلے اور پیچھے کی ہے اور ثانی مین سلام کے وقت کا بیان ہے
جیساکہ امیر المحدثین امام بخاری نے بعد ذکر کرنے اس حدیث ثانی کے فرمایا ہے
کہ یہ تشہد مین ہے نہ قیام مین ایک دوسریکو سلام کیا کرتے تھے سو منع کیا نبی
صلی الله علیه وسلم نے تشہد مین ہاتھ اُٹھانے سے اور جسکو کچھ بھی بہرہ علم سے
ہے وہ اسے دلیل نہین لاتا یہ مشہور و معروف ہے اسمین کچھ اختلاف نہین اور
اگر ایسی ہی بات ہے جیسے اس سے دلیل پکڑتے ہین تو البتہ تکبیر اولی اور تکبیرات
عیدین کے رفع یدین منع ہو جاوینگے اسواسطے کہ نہین خاص کیا کسی رفع یدین کو
کسی رفع یدین سے اور بیشک ثابت ہے وہ حدیث کہ حدیث کی ہمسے ابو نعیم نے

ہدایہ مین بھی ذکر کیا ہے ۔ اور تقریب التہذیب مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۸۱
مین ہے علقمۃ بن وائل بن حجر بضم المھملۃ و سکون الجیم الحضرمی الکوفی
صدوق الا انہ لم یسمع من ابیہ انتہی ترجمہ علقمہ بیٹا وائل بن حجر کا حا کے
پیش اور جیم کے سکون کے ساتھ حضرمی کوفی صادق ہے مگر اس نے اپنے باپ
سے نہین سنا ۔ اور جو کچھ حنفی اپنی دلیلین آمین کے آہستہ کہنے مین پیش
کرتے ہین انمین سے کچھ ضعیف ہین اور کچھ آثار موقوفہ ہین پس وہ احادیث
مرفوعہ کا مقابلہ ہی نہین کر سکتین عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حسدتکم الیھود علی شیء
ما حسدتکم علی اٰمین فاکثروا من قول اٰمین رواہ ابن ماجۃ فی باب الجہر
باٰمین ترجمہ روایت ہے ابن عباس رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہین
حسد کیا تمپر یہود نے کسی چیز مین جسقدر کہ حسد کیا تمپر یہود نے آمین کہنے مین
پس زیادتی کرو آمین کہنے مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے آمین بالجہر کے باب
مین **ف** رسول اللہ اور صحابہ رض پکار کر آمین کہا کرتے تھے اور یہود اس پر
حسد کیا کرتے تھے پس جو شخص آمین بالجہر کہنے کو برا جانے اسمین اور یہود مین
کچھ فرق نہین اور آمین بالجہر کا کہنا احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر متعارضہ سے ثابت ہے
قولہ باب تحریمہ علی الصدر عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم و وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ
ملتو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلث من سنن المرسلین
وذکر من جملتھا وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ رواہ فی بحر الرائق ۔
اقول یہ جو منع کی حدیث سمجھکر لکھی ہے یہ حدیث نہین بلکہ بحر الرائق والیکا قول ہے
بھلا یہ کسطرح مقابلہ کر سکیگا حدیث کا بلکہ ہدایہ مین زیر ناف ہاتھ باندھنے کی

یہ ثابت نہین کہ وہ رفعیدین نہین کرتے تھے۔ اور اسنادین اسکی رفعیدین کی اسناد
سے صحیح نہین۔ اب ایک اور بات بھی جان لینی چاہیے کہ کانما اذناب خیل شمس
کی حدیث کو مسلم نے بھی باب التشہد مین روایت کیا ہے سواے ایک روایت کے
اور روایتین عند السلام کی قید ہے اور یہ روایتین بھی جابر بن سمرہ کی ہین دیکھو
ان روایتون مین خود ہی انھون نے اسکا حال بیان کر دیا پس حنفیونکا استدلال
باطل ہے **قولہ** باب امین بالجہر عن وائل بن حجر انہ صلی خلف رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فجہر بامین رواہ ابو داود **ترجمہ** روایت ہے وائل بن
حجر سے کہ پڑھی اُسنے نماز پیچھے رسول اللہ صلعم کے پس پکار کے آمین کہی صنعہ عن
علقمۃ بن وائل عن ابیہ وائل بن حجر انہ صلی الخ **اقول** علقمہ بن وائل کی
حدیث جسمین اخفی بہا صوتہ کا لفظ ہے یا خفض بہا صوتہ کا لفظ ہے چنانچہ
ترمذی مین یہی ہے یہ خطا ہے اور شعبہ جو اس حدیث کے راویون مین سے
ایک راوی ہے اس سے اس حدیث مین چند خطائین ہوگئین انھین سے ایک
یہ بھی ہے اور اتفاق کیا ہے حفاظ حدیث نے مثل بخاری و ترمذی و دارقطنی
وغیرہ کے کہ یہ صحیح نہین اور علقمہ نے اپنے باپ کو دیکھا بھی نہین پھر کسطرح اوسنے
اُسکو روایت کیا جیسا کہ امام جمال الدین زیلعی نے نصب الرایہ مین کہا وَاعْلَمْ اَنَّ
فِی الْحَدِیْثِ عِلَّۃً اُخْرٰی ذَکَرَھَا التِّرْمِذِیُّ فِی عِلَلِہِ الْکَبِیْرِ فَقَالَ سَاَلْتُ مُحَمَّدَ
بْنَ اِسْمٰعِیْلَ ھَلْ سَمِعَ عَلْقَمَۃُ مِنْ اَبِیْہِ فَقَالَ اِنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِسِتَّۃِ
اَشْھُرٍ **ترجمہ** جان رکھ اسبات کو کہ اس حدیث مین ایک اور بھی خرابی ہے کہ بیان
کیا اسکو ترمذی نے اپنی علل کبیر مین پس کہا مین نے سوال کیا محمد بن اسمعیل
بخاری سے کہ علقمہ نے اپنے باپ سے سنا یا نہین تو اُسنے جواب دیا کہ وہ تو اپنے باپ
سے چھہ مہینے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا اور اسبات کو ابن ہمام نے فتح القدیر شرح

ایک رکعت اور نو رکعت ایک سلام سے اسطور پر کہ آٹھوین رکعت مین تشہد پڑھے
پھر اٹھکر ایک رکعت پڑھکے سلام پھیرے اور سات رکعت ایک سلام سے
لیکن اسکے پڑھنے کی دو طور ہین ایک تو یہ کہ چھٹی رکعت مین تشہد پڑھے اور
ساتوین مین سلام پھیرے دوسری یہ کہ ایک ہی تشہد سے ساتوین رکعت پڑھے
بیچ مین نہ بیٹھے - اور پانچ رکعت ایک سلام سے درمیان مین نہ بیٹھے اور تین
رکعت لیکن اسکے بھی دو طور ہین ایک یہ کہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دے پھر ایک
رکعت پڑھے - دوسرے یہ کہ ایک سلام سے پڑھے لیکن درمیان مین تشہد نہ
پڑھے - پس یہ قسم وترون کی احادیث صحیحہ سے ثابت ہین اور ان سب طرح
سے پڑھنا درست ہے اور یہ اختلاف انواع کہلاتا ہے نہ تضاد اور یہ اقسام مذکورہ
وترون کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہین **قولہ** مشکوۃ المصابیح مین دو حدیثین
تحریر ہین جنسے ظاہر ہے کہ ۸ و ۱۲ رکعت نماز تراویح جناب رسول خدا صلعم نے پڑھی
الخ **اقول** اول حدیث مین تو یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر رض نے ابی بن کعب رض اور
تمیم داری رض کو حکم کیا رمضان مین لوگونکو گیارہ رکعت پڑہایا کرین - اور ثانی حدیث مین
یہ بیان ہے کہ اعرج کہتے ہین کہ نہین پایا ہمنے لوگونکو مگر وہ لعنت کیا کرتے تھے کفار کو
رمضان مین اور پڑھنے والا پڑہا کرتا تھا آٹھ رکعت مین سورہ البقر کو اور جب وہ اُس
سورہ کو بارہ رکعت مین پڑہتا تو لوگ جانتے کہ ہلکی پڑھی - پس ان دونون حدیثون
سے بالکل نہین ثابت ہوا کہ رسول خدا صلعم ۸ - اور ۱۲ رکعت تراویح پڑہا
کرتے تھے ہان اور حدیثون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم گیارہ رکعت پڑہا کرتے تھے
جیسا کہ بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی وغیرہ مین ہے کہ بی بی عائشہ رض
نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم رمضان اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت سے
زیادہ نہین پڑہا کرتے تھے **قولہ** اولاً تو احادیث ہذا بوجہ اسکے کہ فصل ثالث مین

دلیل یہ لکھی ہے من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ اور یہ
حضرت علی رض کا قول ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے امام نووی نے کہا ہے کہ
اسکے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے اور اسکی سند مین ایک راوی عبدالرحمن بن
اسحق واسطی ہے اور وہ ضعیف ہے تقریب التہذیب مین ہے عبدالرحمن
ابن اسحق بن الحارث الواسطی ابو شیبۃ و یقال کوفی ضعیف من
السابعۃ اور اسکے سوا جو اقوال تحت السرہ کے بارے مین آئے ہین وہ بھی
صحیح نہین **قولہ** بابت تعداد نماز وتر عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الوتر رکعۃ من اخر اللیل رواہ مسلم متفق عن عبدالعزیز
بن جریج قال سالنا عائشۃ بای شئ کان یوتر رسول اللہ
صلعم قالت کان یقرء فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی و فی الثانیۃ بقل یا
ایھا الکافرون و فی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین رواہ الترمذی
والو داؤد الخ **اقول** ان دونون حدیثون مین بھی تعارض بالکل نہین کیونکہ شرائط
تعارض کے یہان تحقق نہین عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلعم الوتر
حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر
بثلث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل **ترجمہ** ابی ایوب
سے ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے وتر حق ہے ہر مسلمان پر پس جو چاہے کہ
پانچ رکعت وتر پڑھے تو ویسا ہی کرے اور جو چاہے کہ تین رکعت وتر پڑھے
تو ویسا ہی کرے اور جو چاہے کہ ایک رکعت وتر پڑھے تو ویسا ہی کرے اس
حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اس سے صاف ثابت
ہے کہ حضرت نے وتر مین اختیار دیدیا اور اس حدیث مین تین طرح وتر
پڑھنیکا ذکر ہے لیکن اسمین حصر نہین بلکہ وتر کئی طور پر پڑھنے ثابت ہین۔

کیونکہ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان دادا امام ابی بکر بن ابی شیبہ کا ایک راوی اسکا ہے سو اتفاق کیا ہے محدثین نے اوپر ضعیف ہونے ابراہیم بن عثمان کے اور مخالف ہے یہ حدیث صحیح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے **قولہ** عن ابن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ رواہ فی سنن بیہقی باسناد صحیح **وعن** عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس بالمدینۃ عشرین رکعۃ رواہ فی المصنف ابن ابی شیبۃ **وعن** السائب بن یزید انہم کانوا یقومون علی عہد عمر رض بعشرین رکعۃ **وفی** عہد عثمان رض و علی رض مثلہ الخ **اقول** اول اور ثالث اثر کو بیہقی نے بلا اسناد روایت کیا ہے پس یہ حجت کے قابل نہیں اور ثانی اثر بھی صحیح نہیں علاوہ بریں یہ تینوں اثر مخالف ہیں احادیث و آثار صحیحہ کے عن السائب بن یزید انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ الخ **ترجمہ** سائب بن یزید سے روایت ہے کہ اسنے کہا کہ حکم کیا عمر بن خطاب نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو یہ کہ پڑھایا کریں وہ لوگوں کو گیارہ رکعت روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور الیساہی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں۔ اور یہ روایت صحیح ہے اور مطابق ہے اس روایت کے جو بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سال عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ الحدیث **ترجمہ** روایت ہے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا بی بی عائشہ رض سے کہ کسطرح ہوتی تھی نماز رسول اللہ کی رمضان میں فرمایا بی بی عائشہ صدیقہ رض نے کہ نہیں زیادہ

تحریر مین حجت نہین ہوسکتی ہین الخ **اقول** یہ کسی نے نہین تحریر کیا کہ احادیث فصل ثالث کی حجت نہین اور یہ کہنا کہ وہ حدیثین اس قسم سے ہین جنکو تابعین وغیرہ بعض نے نقل کیا ہے یہ بات کچھ انہین احادیث کے ساتھ خاص نہین بلکہ سب احادیث مرفوعہ و آثار صحابہ رض کو صحابہ رض سے تابعین ہی نقل کرتے ہین **قولہ** ثانیاً متعلق فصل اول و دوم مصابیح کے اسکا ضعف ثابت ہے **اقول** ضعف احادیث کا اسطور پہ ثابت نہین ہوا کرتا بلکہ ضعف تواتر و سے اسانید کے ہوا کرتا ہے **قولہ** ثالثاً احادیث صحیحہ انکے معارضہ پر کمربستہ موجود الخ **اقول** ایسے ایسے کلمات لکھکر صرف لوگونکو دہوکے مین ڈالنا ہے ورنہ ایک بھی حدیث صحیح نہین جس سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت ہو اگر کوئی صحیح حدیث اس بارہین موجود ہوتی تو ممکن ہی نہین کہ اہلحدیث اسکا انکار کرتے اگر کسیکو دعوی ہے اُن احادیث کے صحیح ہونے کا تو صحت بیان کرے ۔ اصل بات یہ ہے کہ اس تقلید نے تم لوگونکو صراط مستقیم سے الگ کر دیا اور تاریکی ضلالت تمھاری آنکھون اور دلون پر چھا گئی اپنے مذہب کے موافق جو تم پالیتے ہو وہی تمھاری دلیل ہو جاتی ہے خواہ موضوع ہو یا ضعیف

قولہ عن ابن عباس رض کان رسول اللہ صلعم یصلی فی رمضان فی غیر جماعتہ بعشرین رکعۃ والوتر رواہ فی المصنف ابن ابی شیبۃ و بیہقی

اقول کہا بیہقی نے کہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس حدیث کے ابوشیبہ بن عثمان اور وہ ضعیف ہے اور میزان الاعتدال مین ہے کہ شعبہ نے ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کو کذاب کہا ہے ۔ اور تقریب التہذیب مطبوعہ فاروقی دہلی کے ۱۲ مین ہے ابراہیم بن عثمان العبسی بالموحدۃ ابوشیبۃ الکوفی قاضی واسط مشہور بکنیتہ متروک الحدیث من السابعۃ مات سنۃ تسع و ستین ۔ اور کہا ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر مین کہ حدیث بیس رکعت تراویح کی ضعیف ہے

عمر فاروق نے اپنی خلافت مین قائم کیا کہ حکم کیا ابی بن کعب اور تمیم داری کو کہ پڑہایا کرین
لوگونکو گیارہ رکعت تراویح یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر ترجمہ اِنَّ الْقُرْآنَ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا
وَالْحَدِیْثُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا اور سعید بن منصور نے اپنی مسند مین روایت کیا
حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنی محمد بن یوسف بن عبد اللہ الکندی
قال سمعت سائب بن یزید یقول کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ باحدی عشرۃ رکعۃ ترجمہ کہا ہمنے حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن محمد نے
کہا حدیث کی مجکو محمد بن یوسف بن عبد اللہ کندی نے کہا سنا مین نے سائب بن
یزید کو کہتے ہوئے کہ ہم پڑہا کرتے تھے زمانے مین عمر بن خطاب کے گیارہ رکعت — اور
سیوطی نے رسالہ تراویح مین لکھا ہے کہ روایت کی ابن جوزی نے اصحاب شافعی سے
اُنھون نے امام مالک رح سے کہ فرمایا امام مالک رح نے کہ عدد رکعات تراویح کہ قائم
کیا اُسے عمر رض بن خطاب نے لوگونکو وہ محبوب تر ہین مجکو اور وہی نماز رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور وہ گیارہ رکعت تھین مع تین وتر کے اور پوچھے گئے
امام مالک رح تیرہ رکعات سے فرمایا تیرہ قریب ہین گیارہ کے صرف وتر کا فرق ہے
کہ گیارہ مین تین وتر ہین اور تیرہ مین پانچ - اور امام مالک رح نے فرمایا کہ مین نہین
جانتا ہون کہ کہانسے نکالی گئی ہین یہ بہت رکعتین یعنی بیس وغیرہ انتہی - اور
چلپی کا قول یا کشف الغمہ کی عبارت ہرگز مفید مطلب نہوگی چاہے ایسی ایسی
ہزارون عبارتین کوئی نقل کرتا پھرا کرے جبتک کوئی دلیل قوی نہ قائم ہو انکی
دلیل جو تو نے لکھی تھین اونکا ضعف تو ہمنے تبلا دیا باقی جو اور دلیلین ہین اونکا حال
بھی انھین پر قیاس کر لینا چاہئے اسلئے کہ قیاس تمہارے یہان حجت شرعی ہے
اور ہمارے یہان تراویح کی جماعت کو بدعت عمری کوئی نہین کہتا یہ مقلدین متعصبین کا
اہلحدیث پر محض افترا ہے اور بیس رکعات تراویح کا جب حضرت عمر رض سے نہ ملتا

پڑہا کرتے تھے رمضان مین اور نہ سوائے رمضان کے گیارہ رکعت سے حدثنا
عثمان بن عبد الله الطالحی الکوفی قال حدثنا جعفر حدثنا یعقوب بن عبد الله القمی عن عیسی بن جاریة
عن جابر بن عبد الله قال صلی بنا رسول الله صلعم فی شهر رمضان ثمان واوتر فلما کانت قابلة اجتمعنا
فی المسجد ورجونا ان یخرج فلم یخرج فلم نزل فیه حتی اصبحنا ثم دخلنا فقلنا یا رسول الله صلعم
اجتمعنا البارحة فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال خشیت ان تکتب علیکم
اخرجه الطبرانی فی معجم الاوسط قال لا یروی هذا الحدیث
عن جابر بن عبد الله الا بهذا الاسناد وتفرد به یعقوب بن عبد الله
القمی وهو ثقة وهکذا اخرجه ابن حبان وابن خزیمة فی صحیحه باسناد
صحیح ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہا نماز پڑہائی ہمکو
رسول اللہ صلعم نے مہینے رمضان مین آٹھ رکعت اور وتر پڑہائے پس جبکہ
ہوئی آئندہ کی رات اکٹھے ہوئے ہم مسجد مین اور امیدوار رہے ہم یہ کہ باہر تشریف
لاوین آنحضرت پس نہ تشریف لائے پس تمام رات رہے ہم مسجد مین یہانتک کہ ہمین
صبح ہوگئی پھر ہمنے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ جمع ہوئے تھے ہم رات
گذشتہ مسجد مین اور منتظر رہے ہم یہ کہ نماز پڑہائینگے آپ ہمکو پس فرمایا آنحضرت
نے کہ خوف کیا مین نے یہ کہ فرض ہوجاوے تمپر۔ نکالا اس حدیث کو طبرانی نے
معجم اوسط مین اور کہا کہ نہین روایت کیگئی یہ حدیث جابر بن عبد اللہ سے مگر ساتھ
اسی اسناد کے اور اکیلا ہوا ساتھ اسکے یعقوب بن عبد اللہ قمی اور وہ ثقہ ہے اور
ایسا ہی روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین
ساتھ اسناد صحیح کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے چند روز
مین نماز تراویح جماعت سے پڑہی تھی اور پھر بسبب خوف فرض ہونے کے جماعت کو
ترک کردیا تھا تو آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑہے تھے اور اسی سنت کو حضرت

اور لوگ بھی **قولہ** اور ابو حنیفہ رح محی السنہ کو جنکی پیدائش ۸۰ھ قرن اولی اور وفات ۱۵۰ھ ہجری جو بموجب حدیث قرن ثالث مین تھے الخ - **اقول** ابو حنیفہ رح نے کیا احیاے سنت کیا تھا جو محی السنہ بنگئے میان مٹھو ممیت السنہ کہتے ڈر لگتا تھا کیونکہ بہت سنتون کو اُنھون نے اپنی راے اور قیاس سے رد کردیا اسیواسطے اُنکو محدثین نے اہل الراے کہا ہے - اور امام بخاری رح نے اپنی کتاب رفع الیدین فی الصلوٰۃ مین نزیل بن سلیمان ابو عیسی سے روایت کی ہے کہ کہا اُسنے وسئل الاوزاعی وانا اسمع عن الایمان فقال الایمان یزید وینقص فمن زعم ان الایمان لایزید ولا ینقص فھو صاحب بدعۃ فاحذروہ منھم یعنی پوچھے گئے امام اوزاعی ایمان سے اور مین سن رہا تھا تو فرمایا امام اوزاعیؒ نے کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے پس جو کوئی کہے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم تو وہ بدعتی ہے پس بچو تم اُس سے - اور امام ابو حنیفہ رح اسبات کے قائل ہین کہ کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا نہ کم چنانچہ یہ اونکی کتاب فقہ اکبر مین موجود ہے - اور پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی صاحب نے بھی ایسے ایسے عقائد کے سبب فرقہ حنفیہ کو مرجیہ کہا ہے اور مرجیہ کے بارہ فرقے ہین اور جس جگہہ اُنکو شمار کیا ہے تو فرقہ حنفیہ کو بھی انھین مین شمار کیا ہے پھر اگر باعتبار عقیدۂ فاسدہ مذکورہ کے مع چند اور وجوہات کے کسی نے امام ابو حنیفہؒ کو بدعتی کہدیا تو کیا حرج - اور ابو حنیفہ رح نہ قرن اولی کے لوگون سے ہین نہ قرن ثانی کے اگر پہلے قرن کے ہوتے تو صحابی ہوتے اور اگر دوسری قرن کے ہوتے تو تابعی ہوتے حالانکہ وہ بیچارے نہ صحابی ہین نہ تابعی دیکھو تقریب التہذیب مین حافظ ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس ویقال مولی بنی تیم فقیہ مشھور من السادسۃ مات سنۃ خمسین ومائۃ

اور نہ خود پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہوا تو اسکو سنت خلیفہ کی کہنا لغو ہے اور بدعت
عمری تو معاذ اللہ کون کہنے لگا۔ اور نسخجات جو تونے اپنے فائدہ کے ملئے تحریر کئے ہین
افسوس تو تجھکو ہرگز شفا نصیب نہوگی۔ اور حضرت عمر رضہ کے فضائل بیان کرنے سے
تو بیس رکعت تراویح ہرگز ثابت نہوگی چاہے کوئی تمام عمر فضائل بیان کرتا ہے
ص ۱۵ سے ۲۰ تک جو حضرت عمر رضہ کی فضیلت مرقوم ہے یہ تو تھوڑی ہے اس سے
زیادہ تر ہم ماشاء اللہ انکی فضائل کو جانتے ہین بلکہ تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عظمت ہمارے رگ و ریشہ مین سمائی ہوئی ہے اور سبکو ہم اپنا
مقتدا و پیشوا سمجھتے ہین **قولہ** عن ابن مسعود خیر الناس قرنی ثم الذین
یلونھم ثم الذین یلونھم یجیٔ قوم تسبق شھادۃ احدھم یمینہ و
یمینہ شھادتہ متفق علیہ **اقول** حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہتر لوگون کے میرے
زمانے کے لوگ ہین (یعنی صحابہ) پھر وہ لوگ ہین جو اصحاب سے ملے ہوئے ہین
(یعنی تابعین) پھر وہ لوگ ہین جو تابعین سے ملے ہوئے ہین (یعنی تبع
تابعین) پس قرن اولی کے لوگ صحابہ ہین اور جو صحابی نہین اگرچہ وہ صحابہ
ہی کے زمانہ مین پیدا ہوا ہو وہ قرن اولی سے نہین پس مصداق خیر الناس
قرنی کا وہ نہوا کیونکہ لوگونکا اعتبار ہے نہ اُس زمانے کا ورنہ اُس زمانے مین
تو اہل قدر اور خوارج وغیرہ پیدا ہوگئے تھے اور یزید بن معاویہ جیسے بھی وہان
موجود تھے جنہنے رسول اللہ صلعم کے نواسونکو شہید کرا دیا کیا یہ لوگ بھی خیر
الناس ہو جائینگے واہ کیا خوب معنی حدیث نبوی کا سمجھا (اصل بات یہ ہے
کہ جب تمکو دشمنی ہوئی رسول خدا صلعم سے تو انکے کلام سے بھی عداوت ہے
تم حنفیون مرجیون کو پھر بھلا وہ تمہاری سمجھ مین کیون آنے لگی) اور اسیطرح قرن
ثانی کے لوگ تابعین اور ثالث کے لوگ تبع تابعین ہین نہ یہ اونکے زمانے کے

چوتھی صدی سے تمھارے اندر ایسی پھیلی ہے کہ تمکو تباہ کر دیا اور قرآن و حدیث
سے تمکو از حد نفرت ہوگئی پس تمھین عاملین قرآن و حدیث کیون اچھے معلوم
ہونگے ۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین فرمایا ہے اعلم ان الناس
کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد
بعینہ یعنی جاننا چاہیے کہ چوتھی صدی سے پہلے کسی ایک مذہب معین کی
تقلید خالص پر جمع نہین ہوئے تھے ۔ اور چوتھی صدی مین یہ مذاہب متعین
ہوئے جنکے بنانے کو اللہ تعالی نے حرام کر دیا تھا ساتھ قول اپنے کے وَلَا تَکُونُوا
کَالَّذِینَ تَفَرَّقُوا ۔ اور نہو تم مانند ان لوگون کے کہ جدا جدا مذہب بنا لیے انھون
نے ۔ پس اہل انصاف انصاف کرین کہ ان بدمذہبون بدعتیون مرجیون کو جو کہ
اپنی ہوا کے تابع ہین اور اپنی رائے و قیاس سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال
کیا ہے کسطرح اور کسوجہ سے مصداق اُس حدیث کا جو ذیل مین ہم تحریر کرتے ہین
یقین نہ کرین عن عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر عن ابیہ عن عوف بن
مالک الاشجعی ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفترق امتی
علی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ اعظمها فتنۃ علی امتی الذین یقیسون الامور
برایھم یحرمون الحلال ویحللون الحرام ترجمہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
جدا ہو گی امت میری تہتر فرقونپر بڑا اون فرقونکا از روے فتنہ کے میری امت پر
ان لوگونکا فرقہ ہوگا جو قیاس کرینگے حکمونکو اپنی رائے سے حرام کرینگے حلال کو اور
حلال کرینگے حرام کو ۔ دیکھو شرح وقایہ کے حاشیہ مین علامہ چلپی حنفی نے لکھا ہے
ان ما اخذتہ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الاعظم رح
لان اجر المثل طیب وان کان السبب حراما الخ کذا فی المحیط ۱۲ ۔ یعنی جو
کچھ لیتی ہے کسبی (زنا کرنیوالی) اگر وہ عقد اجارہ کے ساتھ ہے یعنی خرچی پہلے مقرر کر لی ہو

علی الصحیح ولہ سبعون سنۃ انتہی یعنی نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہ ہے
کہا گیا کہ اصل اوسکی فارس سے ہے اور کہا گیا کہ غلام آزاد بنی تیم کا ہے فقیہ
مشہور ہے چھٹے طبقہ کا ۱۵۰ مین مرا اوپر قول صحیح کے اور ستر برس کی اوسکی
عمر ہوئی ۔ اور اسی کتاب مذکور کے اول مین ہے جس جگہہ طبقات بیان کئے ہین
السادسۃ طبقۃ عاصروا الخامسۃ لکن لم یثبت لھم لقاء احد من الصحابۃ
کابن جریج یعنی چھٹے طبقے کے لوگ ہمزمان ہوئے ہین پانچوین طبقہ کے لیکن نہین
ثابت ہوئی انکی ملاقات کسی صحابی سے مثل ابن جریج کے ۔ پس حاصل کلام
ہے کہ امام ابو حنیفہ رح تابعی نہین ہین کیونکہ انکی ملاقات کسی صحابی سے نہین ہوئی
قولہ عبدالوہاب نجدی سے اس فرقہ کا آغاز ہے الخ **اقول** کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم ان یقولون الا کذبا و لعنۃ اللہ علی الکاذبین الذین یکذبون
الاحادیث الصحیحۃ ویترکون برایھم او برای امامھم و یفترون علی
اصحاب الحدیث الذین ھم عمدۃ الدین وھم علی الصراط المستقیم ۔
ان مقلدون کے موہونسے یہ بات نکلتی ہے نہین کہتے ہین یہ مگر جھوٹ اور لعنت
اللہ کی جھوٹون پر جو کہ جھٹلاتے ہین صحیح صحیح احادیث نبوی کو اور چھوڑ دیتے ہین
انکو اپنے یا اپنے امام کی راے سے اور افترا کرتے ہین یہ بدعتی اہلحدیث پر
جو کہ اچھے دیندار ہین اور وہی صراط مستقیم پر ہین ۔ اے صاحبان بدعت
و مرجیان طریقت کیا اب ضلالت تمپر چھا گیا حق کی راہ تمکو نظر نہین آتی ہملوگون
اہلحدیث کا آغاز تو امام اعظم سید ولد آدم اعنی رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور جو طریقہ آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب رض کو
سکھایا اور وہی طریقہ اُنسے تابعین واتباع تابعین کو پہنچا اور صحیح اسانید سے
آجتک موجود ہے ہم تو انشاء اللہ اسی طریقۂ محمودہ پر ہین بلکہ یہ تقلید کی وبا

قرارت فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کا حکم ثابت ہے تو کس دلیل سے ہو سکتا ہے کہ قرارت
فاتحہ خلف امام جائز ہو **اقول** جب مطلق وقت قرارت سامعین کو چپ رہنا واجب
ہے مطابق قول شما تو اگر قرارت سنتے ہوئے کوئی ذرا بھی لفظ زبان سے لویگا
چاہے وہ مقتدی ہو یا نہو سو وہ امر الٰہی کا ضرور خلاف کریگا پھر کس دلیل سے
ہو سکتا ہے کہ امام کی قرارت کیوقت کوئی اگر جماعت مین ملا چاہے تو اُسکو شامل
ہونا جائز ہو کیونکہ لامحالہ اللہ اکبر تو ضرور ہی کہکر شامل جماعت وہ ہوگا اگرچہ
تمہارے حنفی مذہب مین اللہ اکبر کے بدلے اور بھی الفاظ کہنے جائز ہین اگر
جواب دو کہ اللہ اکبر کہکر جماعت مین شامل ہونیکا حکم حدیث مین آچکا ہے تو ہم بھی
یہ جواب دینگے کہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑہنے کا حکم بھی احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر منسوخہ
مین آچکا ہے یہان تمکو کیا موت آتی ہے اور باقی جواب کافی شافی پہلے ہم دیچکے
ہین اگر چشم بصارت مین سیاہی ضلالت نہین تو دیکھو اور سمجھو ہان اگر
حنفیین مبتدعین مضلین جیسا احادیث صحیحہ صریحہ کا انکار کرتے ہین اور
قرارت فاتحہ کی رکنیت کے قائل نہین اور جس نماز مین سورہ فاتحہ نہین پڑھی
جاتی اُس نماز کے جواز کے قائل ہین بلکہ جو کوئی پڑھلے تو اُسکو مفسد صلوٰۃ سمجھتے
ہین تو وہ اگر سورہ فاتحہ کو قرآن ہی نہ سمجھین سو یہ بات اُنکی شان ضلالت
نشان سے کچھ بعید نہین اور ہملوگ اہل السنۃ والجماعۃ تو الحمد شریف کو ام القرآن
یقین کرتے ہین اور اسکا پڑھنا ہر نماز بلکہ ہر رکعت مین فرض جانتے ہین اور جو
نہ پڑھے تو اُسکو کہتے ہین کہ تیری نماز نہین ہوئی مطابق فرمانے نبی کریم علیہ
التسلیم کے **قولہ** دوسرے یہ کہ حدیث ابی ہریرہ رضہ سے ثابت ہے کہ وقت آغاز
قرارت امام مطلق فَاَنْصِتُوْا کا حکم ہے الخ **اقول** اسکے بہت جواب ہین اول یہ
کہ ابو ہریرہ نے فَاَنْصِتُوْا نہین فرمایا بلکہ ابو ہریرہ رضہ کی حدیث مین پیچھے کے

تو وہ حلال ہے نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اسلئے کہ اجرت مثل کی پاک ہے اگرچہ سبب
حرام ہے۔ حالانکہ حدیث سے عورت زانیہ کی خرچی حرام ہے۔ اور دیکھو فقہ
حنفی کی ابتدائی کتاب خلاصہ کیدانی مین سبابہ کے ساتھ اشارہ کرنا تشہد مین
حرام لکھا ہے۔ حالانکہ آنحضرت کا یہ دائمی فعل ہے اور آپ نے اس اشارہ کرنیکی
بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور بعض حنفی جو اشارہ کرتے بھی ہین وہ اس جہت
سے چونکہ بعض روایتین اُنکے فقہ مین اشارہ کرنیکی آگئی ہین پھر بھی جسطرح
رسول اللہ صلعم نے کیا اسطرح نہین کرتے بلکہ یون کرتے ہین کہ لاالہ پر اونگلی اٹھاتے ہین
اور الا اللہ پر ٹیک دیتے ہین جسکا کہین ثبوت نہین۔ اور بہت سے مسائل
اس قسم کے ہین اگر وہ سب یہان لکھے جائین تو یہ رسالہ ایک بڑا دفتر بنجاوے پس
مقلدین کو چاہیے کہ کتاب ظفر المبین کا خوب مطالعہ کرین جسمین انکو مسئلہ
حنفیہ کا جو آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے مشت نمونہ خروار لکھا۔ اور جناب
مولوی محمد بدیع الزمان کی کتاب لاجواب مسمّٰی بہ ارشاد اہل التوحید الی مزایا السنۃ
و رزایا التقلید کو خوب دل لگا کر پڑھین اس کتاب مین تقلید کا خوب رد ہے اور
بیان ہے اُن سنتون کا جنکو مقلدون نے تقلید کے سبب چھوڑ دیا اور بیان ہے
اسبات کا کہ بہت حدیثون کو حنفیون نے اپنے اصول کے خلاف کہکر رد کر دیا اور
اصول حنفیہ کی خوب خاک اوڑائی ہے دیکھنے سے حال معلوم ہوگا اگر اتنے سے
احناف کی تشفی نہو تو خیر گھبراوین نہین ابھی اور بھی اچھی طرح سے انکی خبر لیجاویگی
قولہ اب ہم پھر عنان قلم کو طرف مدعاے اصلی کے پھیرتے ہین **اقول** اپنے منہ کو
بھی طرف جہنم کے پھیر لے **قولہ** جبکہ آیت قرآنی اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ الخ ناسخ قول نبی
ہے **اقول** یہ تونے بہتان باندھا ہے اللہ تعالی پر اور جو شخص جھوٹ باندھتا
ہے اللہ تعالی پر اُسکا ٹھکانا جہنم ہے **قولہ** چونکہ آیت ہذا سے مطلق وقت

بیان کر کے کہا ہے کہ فَاَنْصِتُوْا کا لفظ محفوظ نہین سلیمان تیمی کے سوا اس حدیث مین کوئی راوی بیان نہین کرتا اور امام بخاری رہ نے جزء القرأۃ مین فرمایا ہے کہ سلیمان تیمی نے اذا قرء فانصتوا کی زیادتی مین اپنا سماع (سننا) قتادہ سے ذکر نہین کیا اور نہ قتادہ کا سماع یونس بن جبیر سے ذکر کیا اور ہشام اور سعید اور ہمام اور ابو عوانہ اور ابان بن یزید اور عبیدہ اسی حدیث کو قتادہ سے روایت کرتے ہین لیکن انمین سے کسی نے اذا قرء فانصتوا کو ذکر نہین کیا ہے اور پھر امام بخاری رہ نے فرمایا ہے کہ روایت کی ابو خالد احمر نے ابن عجلان سے اوسنے زید بن اسلم سے یا کسی اور سے اسنے ابی صالح سے اسنے ابی ہریرہ رض سے انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ زیادہ کیا ہے ابو خالد احمر نے اس حدیث مین و اذا قرء فانصتوا اور روایت کیا اس حدیث کو عبد اللہ نے لیث سے اسنے ابن عجلان سے اوسنے ابی الزناد سے اوسنے اعرج سے اوسنے ابی ہریرہ رض سے اور روایت کی ابن عجلان سے اوسنے مصعب بن محمد اور قعقاع اور زید بن اسلم سے اونھون نے ابی صالح سے اسنے ابی ہریرہ رض سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بخاری نے حدیث کی ہمسے عثمان نے کہا حدیث کی ہمسے بکر نے ابن عجلان سے اوسنے ابی الزناد سے اسنے اعرج سے اوسنے ابی ہریرہ رض سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ ان لوگون مین سے سوائے ابو خالد کے اور کسی نے اذا قرء فانصتوا کو ذکر نہین کیا - اور جملہ ابو خالد کی صحیح حدیث سے پہچانا نہین جاتا - اور کہا امام احمد رح نے مین دیکھتا ہون ابو خالد احمر کو کہ وہ تدلیس کرتا تھا - روایت کی ابو السائب نے ابو ہریرہ رض سے کہ کہا ابو ہریرہ رض نے پڑھ لیا کر تو فاتحہ کو آہستہ - اور روایت کی عاصم نے ابی صالح سے اسنے ابی ہریرہ رض سے کہ پڑھ لیا کر سورہ فاتحہ امام کے پیچھے جہری نماز مین - اور

راوی نے اس لفظ کو زیادہ کیا ہے انشاء اللہ اسبات کو ہم فصل مین ثابت کر دکہاوینگے
دوسرے یہ کہ اگر ہم فرض کرین کہ ابو ہریرہ رض نے یہ فرمایا ہے تو انھون نے یہ مطلب
نہین لیا جو تملوگ لیتے ہو کیونکہ ابو ہریرہ خود خلف امام قرارت فاتحہ کیا کرتے تھے
اور حکم بھی دیا کرتے تھے جیسا کہ ثابت ہو چکا لیکن اسوقت مین تم یون کہدوگے کہ ابو ہریرہ
سمجھتے نہ تھے چونکہ منار وغیرہ اصول حنفیہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رض فقیہ
نہین منار کی عبارت یہ ہے وان عرف بالعدالة والضبط دون الفقه
کانس وابی هریرة ان وافق حدیثه القیاس عمل به ترجمہ اور اگر معروف ہو
راوی ساتھ عدالت اور ضبط کے نہ ساتھ فقہ کے جیسے کہ انس اور ابی ہریرہ رض
اگر موافق ہوگی حدیث اُسکی قیاس سے عمل کیا جاویگا اُس حدیث پر سوم یہ
کہ اگر تمہارا اور ہمارا اسی حدیث پر ہے تو اس حدیث مین آیا ہے کہ جب تکبیر
کہے امام تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قرارت کرے امام تو چپ رہو پس تمکو چاہیے
کہ امام کی قرارت کیوقت ہرگز تکبیر کہنے نہ شامل ہوا کرو کیونکہ اُسوقت تو امام تکبیر
نہین کہتا اور حدیث مین آیا ہے کہ جب امام تکبیر کہے تب تم تکبیر کہو بلکہ اسوقت
تو امام قرارت کر رہا اب تو تمکو چپ رہنا چاہیے اگر ذرا بھی کوئی حرف زبان سے نکالوگے
تو امر کے مخالف ٹھہروگے اگر کہو کہ اسکا حکم دوسری جگہہ آچکا تو ہم کہینگے قرارت فاتحہ کا
حکم بھی آچکا - چہارم یہ کہ انصات یعنی سکوت آہستہ قرارت کے منافی نہین پنجم یہ کہ
اگر فَانْصِتُوا کی زیادتی محفوظ ہوتی تو بھی ہمین مضر نہین تھی باوجودیکہ یہ
زیادتی محفوظ نہین - ابو داود نے باب الامام یصلی من قعود مین حدیث الی آخرہٖ
کو بیان کرکے فرمایا ہے هٰذِهِ الزِّيَادَةُ وَاِذَا قَرَءَ فَانْصِتُوا لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ
الخ یعنی زیادتی وَاِذَا قَرَءَ فَانْصِتُوا کی محفوظ نہین ہمارے نزدیک ابو خالد کا
وہم ہے اور پھر ابو داؤد نے باب التشہد مین ابو موسی اشعری کی حدیث کو

اور بعض جہلا مثل عبد الشکور مرحیہ کے گول تالاب پر خوب ناچ ناچ کر تو بیان کرین کہ مسلم نے کہا ہے اذا قرء فانصتوا میرے نزدیک صحیح ہے اور مسلم نے باب وجوب قرأت فاتحہ مین جو حدیثین لکھی ہین اونپر عمل کرنے اور انکو بیان کرنے سے جکڑا دین سچ ہے تقلید اور حمیت انصاف کے دشمن ہین **قولہ** اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ حدیث ہذا بعد حدیث عبادہ بن صامت کے ہے الخ —

اقول جو وجہ تقدم تاخر کی جوڑے سنگہ نے لکھی ہے اُس سے تو یہ امر ظاہر نہین ہان شاید مقدم و موخر ہونے کی یہ وجہ تصور کرلی ہو کہ مشکوۃ باب القراۃ فی الصلوۃ کے فصل ثانی مین عبادہ رض بن صامت کی حدیث کو پہلے لکھا ہے اور ابو ہریرہؓ کی حدیث کو پیچھے لیکن ایسی ایسی باتین جہلا کے اندر کام دیتی ہین اور عقلاء و فضلاء مین بجز اسکے کہ مضحکہ اطفال بنے اور کچھ نتیجہ نہین بھر ہم کہتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ پر تمہارا بڑا ہی بُرا گمان ہے کہ وہ ناسخ کی روایت کرین اور منسوخ پر عمل کرین چہ خوش واسے برین عقل ہ کیا فخر کرتا ہے ایسی لوجہ پر + روئے گا محشر مین ایسی سوجھ پر **قولہ** احادیث دیگر سے بھی ثابت ہے کہ قرأۃ فاتحہ خلف امام ناجائز ہے۔ **اقول** ناجائز ہونا قرأت فاتحہ خلف امام کا کسی حدیث صحیح سے تا ہمرگ نہ ثابت کرسکینگے اگرچہ تمام جہان کے حنفی اکٹھے ہوکر آئین **قولہ** عن عبد اللہ بن شداد قال ام رسول اللہ صلعم فی العصر فقرء رجل خلفہ الخ **اقول** یہ کئی وجہ سے مخدوش ہے اول تو یہ کہ عبد اللہ بن شداد تابعی ہے صحابی نہین پس اُسنے رسول اللہ سے کیونکر سنا دوئم یہ کہ نہین معلوم آیا کس سے روایت کیا اگر کہو کہ دوسری سند سے معلوم ہوگیا کہ وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتا ہے تو ہم کہینگے باوجودیکہ اوسمین بھی کچھ کلام ہے مگر وہ روایت

روایت کی سہیل نے اپنے باپ سے اُسنے ابی ہریرہ رضہ سے اُسنے نبی صلعم سے
حالانکہ اُسنے بھی ابو خالد کی زیادتی کو ذکر نہین کیا - اور ایسا ہی ابو سلمہ اور ہمام
اور ابو یونس اور بہت لوگون نے ابی ہریرہ رضہ سے روایت کیا اور اُسنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ اس زیادتی مین ابو خالد احمر کا کوئی تابع نہین ہوا
یعنی ابو ہریرہ رضہ کی حدیث مین ابو خالد کے سوا کسی نے اذا قرء فانصتوا کو ذکر
نہین کیا انتہے اور امام مسلم نے جو کہا ہے باب التشہد مین کہ وہ میرے نزدیک صحیح ہے
سو اسکا جواب یہ ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ روایت کی بیہقی
نے سنن کبیر مین ابو داود سجستانی سے کہ تحقیق یہ زیادتی محفوظ نہین اور
ایسا ہی روایت کیا یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی اور دارقطنی اور حافظ
ابو علی نیشاپوری حاکم کے استاد سے اور کہا بیہقی نے کہ کہا حافظ ابو علی نے کہ یہ
لفظ محفوظ نہین سلیمان تیمی نے قتادہ کے تمام شاگردون کے خلاف کیا ہے اور
اتفاق ہو جانا حفاظ حدیث کا اس لفظ کے ضعیف کہنے پر مقدم ہے مسلم کے صحیح کہنے پر
باوجودیکہ اُسنے مسند نہین روایت کیا انتہی - اور عینی مین ہے کہ بیہقی نے کہا ہے
کہ اس لفظ کے خطا ہونے پر حافظونکا اجماع ہے انتہی ششم جواب یہ ہے کہ اگر
بنظر اسکے کہ مسلم نے کہا ہے کہ میرے نزدیک صحیح ہے) ہم تسلیم کر لین تو بھی ہم کہینگے
کہ ماسوا فاتحہ کے مراد ہے اور فاتحہ احادیث صحیحہ کے باعث علیحدہ ہے اور امام مسلم نے
بھی اسکو اسی معنے پر حمل کیا ہے چنانچہ باندھا ہے سورہ فاتحہ ہر رکعت مین فرض ہونیکا
اور پھر اُسمین وہ حدیثین لکھی ہین جو امام اور مقتدی اور منفرد سبکو شامل ہین
اور بالتخصیص مقتدی کے بارے مین بھی ابو ہریرہ رضہ کی حدیث لکھی ہے اگر امام مسلم
ہیکا قول لیا ہے تو بسم اللہ لیجیئے - اور امام بخاری نے بھی جزء القراۃ مین لکھا ہے
کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو ماسوائے فاتحہ کے محتمل تھی ترک فاتحہ مین یہ نص نہین ہے انتہے

اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث تمام حافظوں حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ علاوہ برین ہم کہتے ہین کہ عام وخاص کا کچھ تعارض نہین اور اس حدیث سے ممانعت قراءت کی نہین ثابت ہوتی بلکہ کفایت سمجھی جاتی ہے پس کفایت تمام قراءت مین قراءت فاتحہ کے سوا مسلم ہے اور قراءت فاتحہ مرفوع حدیث کے باعث علاوہ ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے حال بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ عبادہؓ بن صامت اور عبداللہ بن عمرو سے منقول ہے کہ نبی صلعم نے فجر کی نماز پڑھی پس ہر ایک آدمی نے آپ کے پیچھے قراءت کی تو آپ نے فرمایا لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ یعنی کوئی نہ پڑھا کرے جب امام پڑھتا ہو مگر سورہ فاتحہ پس اگر دونوں حدیثین ثابت ہوں تو البتہ یہ مستثنیٰ ہوگا اول سے بموجب حضرت کے فرمانے کے کہ کوئی نہ پڑھا کرے امام کی قراءۃ کے وقت مگر ام القرآن (فاتحہ) اور قول حضرت کا مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ عام ہے اور قول حضرت کا اِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ اُس عام سے خاص کر لیا گیا ہے جیسا کہ قول حضرت کا جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا (بنائی گئی ساری زمین میرے واسطے نماز کی جگہہ اور پاک کرنیوالی) پھر فرمایا دوسری حدیثوں مین اِلَّا الْمَقْبَرَةَ (مگر قبرستان) اور جو کچھہ استثنا کر لیا ہے زمین سے (یعنی حمام وغیرہ) اور مستثنیٰ خارج ہوتا ہے عام سے اسیطرح فاتحۃ الکتاب خارج ہے آپ کے قول مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ سے باوجودیکہ یہ منقطع ہے انتہی **قوله** قال فی الهدایة وعلیه اجماع الصحابة الخ **اقول** عینی حنفی نے ہدایہ کے عیب ڈھانکنے کو خود ہی لکھدیا ہے (سماه اجماعًا باعتبار الاكثر) یعنی نام رکھا ہے اسکا اجماع اکثر کے اعتبار سے ہم کہتے ہیں کہ اکثر کا اعتبار کہنا بھی باطل ہو گیا

ان الفاظ سے نہین ہے غرض یہ کہ مرسل ہے اور مرسل کی حجیت جمہور علما کے
نزدیک ممنوع ہے علاوہ ازین قراءۃ فاتحہ کی ممانعت اس سے ظاہر نہین
ہوئی **قولہ** ولنا قولہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ
اقول امام بخاری رحمہ نے اسکے بارے مین فرمایا ہے ھذا خبر لم یثبت
عند اھل العلم من اھل الحجاز واھل العراق وغیرھم لارسالہ وانقطاعہ
ترجمہ یہ حدیث نہین ثابت ہوئی علما سے اہل حجاز اور اہل عراق اور
غیر انکے نزدیک کیونکہ یہ مرسل اور منقطع ہے۔ مرسل تو اسلیے کہ ابن شداد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے (اور وہ تابعی ہے صحابی نہین)
اور منقطع اسلیے ہے کہ حسن بن صالح نے جابر (جعفی) سے اسنے ابی الزبیر سے
اسنے نبی صلعم سے روایت کی ہے اور جابر جعفی کا سماع ابی الزبیر سے ثابت
نہین انتہی۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہے کہ جعفر جعفی جیسا کذاب مین نے
نہین دیکھا۔ اور تقریب التہذیب مین ہے کہ جابر جعفی ضعیف ہے اور
رافضی ہے انتہی اگر کوئی اس مقام پر یون کہے کہ امام ابو حنیفہ نے تو اسکو
مرفوع کر دیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے اس حدیث کو بیان کرکے
کہا ہے کہ اسکو حسن بن عمارہ اور ابو حنیفہ کے سوا کسی نے مرفوع نہین کیا
اور یہ دونون ضعیف ہین اور ثوری اور ابو الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل
اور شریک اور ابو خالد اور ابن عیینہ اور ابن عبد الحمید وغیرہ نے موسی سے
اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے اور نیز امام ابن جوزی
نے علل متناہیہ مین فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ کو عن جابر بن عبد اللہ کہنے مین
وہم ہو گیا ہے کیونکہ ایک جماعت نے حفاظ مین سے اس حدیث کو موسی بن ابی
عائشہ سے اسنے عبد اللہ بن شداد سے اسنے نبی صلعم سے مرسل روایت کی انتہی

چپ رہ امام کیواسطے اور کہا ابن المبارک نے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جہر بن ہے اور
ابن مسعود امام کے پیچھے جب ہی پڑھتے تھے جسمین امام چپکے سے پڑھتا تھا۔ اور
کہا حسن اور سعید بن جبیر اور میمون بن مہران اور بے شمار تابعین اور اہل علم نے
کہ پڑہا جاوے امام کے پیچھے اگرچہ امام پکار کے پڑھتا ہو اور بی بی عائشہ رضی اللہ
عنہا بھی حکم کیا کرتی تھین قراءۃ خلف امام کا انتہی پس معلوم ہوا کہ اکثر قرأۃ خلف
امام کے قائل ہین تو ہم بھی کہہ سکتے ہین اسی اعتبار سے کہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام پر
اجماع ہے باوجودیکہ ہماری جانب صریح صریح مرفوع غیر منسوخ حدیث موجود ہے
اور عبد اللہ بن عمرو اور زید بن ثابت وغیرہ کے اثر کے جوابات پہلے گذر چکے ہین
اونسے تو تمہارا کچھ مطلب ثابت نہین ہوتا۔ پھر ہم کہتے ہین کہ موقوف آثار احادیث
مرفوعہ کا مقابلہ ہی نہین کر سکتے **قولہ** علاوہ برین یہ ہے کہ اگر نزد لامذہبان مضمون
حدیث کو آیت قرآنی پہ ترجیح ہے جیسا کہ نزد عیسائیان قول پولوس کو قول مسیح پر
اقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پولوس کے ساتھ تشبیہ دینا تیرے ہی
جیسے خبیثون شیطانونکا کام ہے یہان آنکر تیرا خبث باطنی خوب ہی ظاہر ہوا
حاشا اللہ اہلحدیث کا ایسا گندہ عقیدہ ہرگز نہین ہے ہان اگر ہے تو حنفیون بدعتیون
مرجیونکا یہ گندہ عقیدہ ہے حدیث تو درکنار رہی حنفی تو لوگون کے اقوال کو
بھی آیات قرآنی اور احادیث نبوی پر ترجیح دے لیتے ہین چند مثالین بطور
نمونہ کے ہم لکھے دیتے ہین دیکھو عقائد نسفی مین اور امام ابو حنیفہ کی کتاب
فقہ اکبر مین لکھا ہے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم اور آیات و احادیث صحیحہ سے
ثابت ہے کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا
ہے۔ اور آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ مدت رضاع (دودہ پلانے کی مدت)
دو برس پورے ہین۔ اور کتب حنفیہ مین لکھا ہے کہ ابی حنیفہ کے نزدیک رضاع کی

کیونکہ جب آثار صحیحہ صحابہ کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اکثر تو قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہین اور بعض سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کی قراءۃ کفایت کرتی ہے لیکن اسمین بھی احتمال ہے کہ ماسوا فاتحہ کے مراد ہو کیونکہ فاتحہ کی صراحت اونمین نہین ہے اور نہ کسی اثر صحیح مین آہستہ قراءۃ فاتحہ خلف امام کی ممانعت ہے پس اب حنفیونکو چاہیے کہ ہدایہ شریف کے حاشیہ مین لکھدین کہ صحابہ سے اصحاب رسول اللہ مراد نہین بلکہ اصحاب ابی حنیفہ مراد ہین تاکہ صاحب ہدایہ کا قول ٹھیک ہو جائے ورنہ اگر اجماع اصحاب رسول اللہ کا ہوتا تو کیا امام شافعی جیسے اس اجماع سے مطلع نہوتے — اور ترمذی نے باب ماجاء فی القراءۃ خلف الامام مین عبادہ بن الصامت کی حدیث کو لکھکر فرمایا ہے وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ انتہی یعنی اسی حدیث پر عمل ہے امام کے پیچھے قراءت کرنے مین اکثر اہل علم کے نزدیک رسول اللہ کے اصحاب اور تابعین مین سے — اور امام بخاری نے جزء القراءۃ مین ذکر کیا ہے قال عمر بن الخطاب اقرء خلف الامام (یعنی فرمایا عمر بن خطاب نے ایک شخص کو کہ پڑھا کر امام کے پیچھے — تو پھر اس شخص نے کہا) قلت وان قرأت قال نعم وان قرءت (کہا مین نے اگرچہ آپ پڑھتے ہون فرمایا ہان اگرچہ مین پڑھتا ہون) — اور اسیطرح فرمایا ابی بن کعبؓ اور حذیفہؓ بن الیمان اور عبادہؓ رضی اللہ تعالی عنہم نے اور منقول ہے علیؓ بن ابیطالب اور عبداللہؓ بن عمروؓ اور ابی سعیدؓ خدری اور کتنے ہی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اسکے (یعنی جیسا حضرت عمرؓ وغیرہ نے فرمایا) اور کہا قاسم بن محمد نے کہ بہت سے ائمہ پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور کہا ابو مریم نے سنا مین نے ابن مسعود کو پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور کہا ابو وائل نے ابن مسعودؓ سے

احادیث کا مطلب تجکو سمجھا ئینگے ثانی حدیث ابی ہریرہ مین تو نے یہ غلطی کی ہے کہ تجزی
را ز مہملہ کے ساتھ لکھا ہے اور صیغہ مجہول اسکو سمجھا ہے کیونکہ اسکا ترجمہ تو نے یہ
لکھا ہے کہ جاری کیگئی نماز (دیکھو اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۰ کا حاشیہ) اور اصل
مین حدیث یون ہے تجزی زا معجمہ کے ساتھ ہے اور صیغہ مضارع معروف کا
ہے باب افعال سے۔ ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہو جاتی ہے نماز فاتحۃ
الکتاب کے ساتھ اور اگر زیادہ پڑھا تو وہ بہتر ہے ۔ اور ثالث حدیث مین یہ
غلطی کی ہے کہ اخرج قتادۃ لکھا ہے چنانچہ حاشیہ مذکور مین اسکا ترجمہ لکھا ہے
نکالا قتادہ نے ۔ اور اصل مین صحیح یون ہے اخرج فنادِ الخ اخرج امر کا صیغہ ہے
باب نصر ینصر سے ۔ اور نادِ بھی امر کا صیغہ ہے باب مفاعلۃ سے اُسکے اول مین
فا ر تعقیبیہ داخل ہوئی ہے ۔ اور دوسری غلطی اسمین یہ ہے کہ ان لا صلوٰۃ
القران لکھا ہے۔ اصل مین یون ہے اَنْ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِقُرْاٰنِ الخ ترجمہ حدیث کا
یہ ہوا کہ فرمایا رسول اللہ نے نکلکر مدینہ مین پکار دے کہ نہین نماز ہوتی مگر ساتھ
قرآن کے اگرچہ سورہ فاتحہ ہی کے ساتھ ہو پس ساتھ اُسکے جو زیادہ پڑھا **قولہ**
اب لازم ہوں یہ واجب ہے کہ جسطرح قراۃ فاتحہ پر قناعت کی اور زیادہ کو خلف
امام ترک کیا اور نماز کو کامل جانا اسیطرح قرارۃ فاتحہ کو بھی خلف امام ترک کرین
اور نماز کو کامل اور مکمل جانین ورنہ بموجب بوجہ ترک عمل حدیث یعنی زَادَ
وصَاعِدًا کے نماز کو باطل سمجھکر نماز گذشتہ کی فکر کرین **اقول** لفظ فصاعدًا
جو مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے تو اُسکو امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ اسکی
مثال ایسی ہے جیسے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے لَا یُقْطَعُ الْیَدُ اِلَّا فِیْ رُبْعِ دِیْنَارٍ
فَصَاعِدًا یعنی نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ مگر چوتھائی دینار چرانے مین پس زیادہ
ہین۔ تو جو کوئی آدھا دینار یا ایک دینار یا زیادہ جتنا چرا وے اُسکا ہاتھ بھی

مدت اڑہائی برس ہین اور بہت سے مسائل ایسے ہین کہ جنکے ذکر کرنے سے رسالہ کے طویل ہو جانے کا خوف ہے کیا تو بد مذہبان ابی حنیفہ کے قول کو ترجیح قول رسول پر مثل قول پولوس نہین ہے بلکہ اللہ تعالی کے قول پر بھی ترجیح ہے - اسے بیحیا حجام کچہہ تو خدا تعالی کا خوف کر کے شرم کر۔ ہملوگ تو حدیث کو قرآنکی تفسیر اور بیان ڈالتے ہین اور جہانتک ممکن ہو آیت حدیث کی تطبیق دے لیتے ہین کیونکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ رسول اللہ کبھی قرآن کے مخالف نہ فرمائینگے اور احکام شرعیہ آپنے جو بتلائے سب وحی سے ہین اور یہ کسی کا بھی عقیدہ نہین کہ آنحضرت صلعم قرآن پاک کو نہ سمجھے ہون کیونکہ باریتعالی نے آپکو احسن تفسیر کر کے سمجہایا ہے ہان احناف کے اندر اسباب کی بو پائی جاتی ہے کیونکہ جب صحیح سند سے ثابت ہو چکا فاتحہ کا پڑہنا امام کے پیچھے اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ قراۃ فاتحہ کی بغیر کسی نمازی کی نماز جائز نہین اور بعد حضرت کے بھی صحابہ نے اسپر عمل کیا پھر بھی ابی حنیفہ کی رائے کو اُنکے مقلد ترجیح دیئے چلے جاتے ہین - اس سے صاف ظاہر ہے کہ حنفیون مین یہ بیماری گھسی ہوئی ہے کہ رسول اللہ فقیہ نتھے ورنہ اگر یہ مرض نہین ہے تو بیان کرو اور کیا آفت تمپر پڑی ہوئی ہے کوئی عذر معقول تک بیان کرو تاکہ اسکا علاج کیا جائے **قولہ** عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر فنادی ان لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وما زاد وعنہ قال یحیی بفاتحۃ الکتاب وان زاد فھو خیر وعن جعفر بن میمون قال ابو عثمان النھدی قال سمعت ابا ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلعم اخرج فنادۃ فی المدینۃ ان لاصلوۃ الا بقرآن ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد **اقول** پہلے تونے حدیث کسی سے پڑہلی ہوتی بعد کو اعتراض کئے ہوتے بھلا اس جہالت کا بھی ٹھیک ہے کہ سمجھے نہ بوجھے گڑ بک بک کرنے کو مستعد خیر اول تو ہم تجکو تیری غلطی پہ آگاہ کرلین بعد کو

دلیل اسکی یہ ہے کہ ابو عثمان نہدی کی دوسری روایت مین فا آئی ہے عن ابی عثمان عن ابی ھریرۃ رضہ قال امرنی رسول اللہ صلعم اَنْ اُنَادِیَ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِقِرَاءَۃِ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَمَا زَادَ ترجمہ ابی ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہا حکم کیا مجکو رسول خدا صلعم نے کہ پکارو نہین نہین نماز ہوتی مگر ساتھ پڑھنے سورہ فاتحہ کے پس زائد کے۔ اور ابی ہریرہ رضہ نے خود ہی اپنی روایت کی تفسیر کردی جیسا آپ فرمایا جائز ہوجاتی ہے نماز فاتحۃ الکتاب کے ساتھ اور اگر زیادہ پڑہا تو بہتر ہے۔ ایسا ہی صحیح مسلم مین بھی آیا ہے پس معلوم ہوگیا کہ زیادہ پڑہنا سنت ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہنا چاہے کہ جب الحمد سے زیادہ پڑہنا سنت ٹھیرا تو اسکو امام کے پیچھے کیون چھوڑ دیتے ہو تو اُسکا جواب یہ ہے کہ سریہ نمازونمین تو ہم زیادہ پڑہلیا کرتے ہین کیونکہ اسکے لیے کچھ ممانعت نہین آئی ہے لیکن جہریہ نمازون مین سورہ فاتحہ سے زیادہ پڑہنے کی ممانعت آگئی ہے جیسا کہ دارقطنی کی حدیث مین آیا ہے فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَھَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔ عبادہ بن صامت کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ کچھ مت پڑہا کرو قرآن مین سے جبکہ مین پکار کر پڑہا کرتا ہون مگر سورہ فاتحہ پڑہلیا کرو۔ دارقطنی نے کہا کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہین۔ پھر ہم کہتے ہین کہ اگر فَصَاعِدًا اور فَمَا زَادَ وغیرہ روایات سے زیادتی کا فرض ہونا بھی ثابت ہوتا تو بھی ہم کہہ سکتے تھے کہ مقتدی کے لیے تخصیص آگئی ہے کہ جہری نمازون مین الحمد شریف کے سوا کچھ نہ پڑھے۔ اب یہانپر ہم ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہین قابل یاد رکھنے کے ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابی ہریرہ رضہ کو ارشاد فرمایا کہ نکلکے مدینہ مین منادی کردے کہ نماز نہین ہوتی مگر ساتھ قرآن کے اگرچہ صرف فاتحہ ہی ہو پس جو کچھ زیادہ ہو۔ اس حدیث مین صراحۃً آچکا کہ مدینہ مین آپنے قراءۃ فاتحہ کا حکم دیا اور جتنی حدیثین قراءۃ فاتحہ کی

کاٹا جائیگا - اور جو چوتھائی دینار کی قدر چراوے اُسکا ہاتھ بھی کاٹا جائیگا - اور ربع دینار سے اگر کم چراوے تو بموجب اس حدیث کے ہاتھ کاٹا نہ جائیگا - اور کوئی بیوقوف یہاں پر یون نہ سمجھ لیوے کہ اس حدیث کا تو یہ مطلب ہے کہ ربع دینار کے ساتھ کچھ زیادہ بھی چراوے تب ہی ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے صرف ربع دینار مین نہین کیونکہ اس حدیث کی بعض روایات مین فَصَاعِدًا نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ فقط ربع دینار مین بھی قطع ید ہے اور دوسری حدیثون سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے مین صرف ربع دینار مین بھی ہاتھ کاٹا گیا اور زیادہ مین بھی پس ایسا ہی لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا مین ہے یعنی نہین ہوتی نماز اُس شخص کی جو سورہ فاتحہ نہین پڑھتا پس زیادہ - تو جو شخص کچھ بھی پڑھے اُسکی نماز ہوگی اور جس نے سورہ فاتحہ پڑھلی اُسکی نماز ہوجائیگی اور جو سورہ فاتحہ کے ساتھ زیادہ بھی پڑھلیگا اُسکی نماز بھی ہوجائیگی اور یہ بات اس سے بھی ثابت ہوئی کہ عام ثقہ کی روایات مین فَصَاعِدًا نہین ہے چنانچہ امام بخاری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ غیر معروف ہے معمر کا اس زیادتی مین کوئی تابع نہین ہوا - ہم کہتے ہین اگر زیادہ پڑھنا فرض ہوتا تو کسی روایت صحیحہ مین یہ لفظ چھوڑا نہ جاتا سب ہی مین موجود ہوتا اور حدیث صحیح مرفوع مین آچکا ہے اُمُّ الْقُرْاٰنِ عِوَضٌ مِنْ غَیْرِھَا وَلَیْسَ غَیْرُھَا عِوَضًا مِنْھَا یعنی سورہ فاتحہ اورونکا بدلہ ہوسکتی ہے اور اَور چیزین اُسکے بدلہ مین نہین ہوتین - اس حدیث سے بھی بخوبی معلوم ہوگیا کہ اگر صرف سورہ فاتحہ کو پڑھلیا تو وہ کفایت کریگی اور اگر اُسکو نہ پڑھے بلکہ اُسکی عوض مین دوسری سورہ پڑھلے تو یہ پڑھنا اُسکا کافی نہوگا پس متعین ہوگیا کہ نماز مین قراءۃ فاتحہ ہی خاصکر فرض ہے نہ زیادہ اور فَمَا زَادَ کا بھی وہی مطلب ہے جو کہ فَصَاعِدًا کا ہے باقی رہی وہ روایت ابی ہریرہ رضی جسمین وَمَا زَادَ آیا ہے سو اُسکا جواب یہ ہے کہ یہان بھی واو ساتھ معنی فا کے ہے اور

پس جولوگ ایسی ایسی حدیثون سے آہستہ قراءۃ کی بھی ممانعت سمجھ لیتے ہین
سو یہ اُنکی جہالت ہے **قولہ** دلیل پیش کردہ مدعی سو مدعوی نہین ہے کیونکہ
نص حدیث سے قول نبی کا فرض ہونا ثابت نہین الخ **اقول** نص حدیث سے
صاف ثابت ہے کہ قول نبی فرض بھی ہوتا ہے کیونکہ عبداللہ ابن مسعود رضی
آیت سے استدلال کررہے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا یعنی جو لاوے تمہارے پاس رسول پس لے لو
اُسکو اور جس سے تمہین منع کرے پس باز رہو۔ ہم کہتے ہین کہ ابن مسعود
صاحب کا استدلال بہت ٹھیک ہے کیونکہ الخ آیہ کریمہ سے بھی اور آیۃ اَطِیْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا) سے بھی اور اور بہت
سی آیات قرآنی سے ثابت ہے کہ اطاعت (فرمانبرداری) اللہ کی اور اطاعت رسول
اللہ کی فرض ہے یعنی اللہ تعالی جو حکم کریگا اُسکا بھی ماننا لازم اور ضروری ہے
اور رسول جو حکم کرے اُسکا بھی ماننا ویسا ہی لازم اور ضرور ہے اب یہ عام ہے کہ وہ
امر خواہ ایجابی ہو یا استحبابی پس کوئی امر الٰہی تو فرض ہے اور کوئی فرض نہین
چنانچہ قرآن کریم مین دونون قسم کے امر موجود ہین ایسے ہی رسول کا بھی کوئی
امر فرض ہے کوئی فرض نہین لیکن مان لینا سبھی کا فرض ہے اور تمام اہل سنت
وجماعت کا یہی عقیدہ ہے مگر تفضل حسین اور اُسکے ہم مشربونکا رفض خوب
ظاہر ہوگیا کیونکہ یہ اتباع رسول کو فرض نہین جانتے **قولہ** اس مقام پر ہمکو
عجب یہ معلوم ہوتا ہے کہ لامذہب صاحب کی لاف زنی ہمنے اکثر سنی تھی گمان تھا
کہ علم سے کچھ بہرہ ہوگا الخ **اقول** اے حجام سامنے مولانا صاحب کے تو تیرے ہونٹ
خشک ہوتے تھے اب کہتا ہے کہ گمان تھا اس مباحثہ مین تو تیرے جیسے پھلا
آئے تھے وہ بھلا کیا بحث علمی کو سمجھتے ہان اگر کوئی عالم ہوتا تو اسوقت کیفیت

ابی ہریرہ رضہ سے ہین سب مدنی ہین ۔ اور عبادہ بن الصامت کی جتنی حدیثین
قراءۃ فاتحہ خلف الامام وغیرہ مین وارد ہوئی ہین سب مدنی ہین کیونکہ عبادہ رض
بن الصامت بن قیس انصاری مدنی ہین جسکو خواہش ہو کتب اسماء الرجال
وغیرہ سے انکا حال دریافت کر کے اپنی تسلی کر لے ۔ اور آیۂ کریمہ اِذَا قُرِئَ القُرآن
الخ مکیہ ہے اور قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا حکم حضرتؐ نے مدینہ مین جاکر دیا پس یہ بڑی
قوی دلیل ہے اس امر کی کہ آیۃ سے آہستہ قراءۃ خلف الامام کی ممانعت نہین ورنہ
حضرت نے بعد نزول آیۃ مذکورہ کے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کی کیون اجازت دیتے
اب تفضل حسین اور اسکے ہم مذہبونکو لازم ہے کہ گذشتہ پر نادم ہون اور آئندہ کو
اپنی نمازین برباد نہ کرین کیونکہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کسی
نمازی کی نماز نہین ہوتی چاہے مقتدی ہو یا امام یا منفرد ۔ اور تقلید سے توبہ کرین
اور تجدید ایمان کر کے پورے پورے قرآن و حدیث کے عامل بنجائین ۔ اور بخاری
نے روایت کی ہے عن عمران بن حصین ان النبی صلعم صلی الظھر باصحابہ
فقال ایکم قرء سبح اسم ربك الاعلی فقال رجل انا فقال رسول اللہ صلعم
قد عرفت ان رجلاً خالجنیھا قال شعبۃ فقلت لقتادۃ کانہ کرھہ فقال لو
کرھہ لنھی عنہ **ترجمہ** عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے اپنے
اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھا کر فرمایا تم مین سے کسنے سبح اسم ربک الاعلی کو پڑھا ہے
تو ایک مرد بولا کہ مین نے پڑھا ہے پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا مین نے جانلیا
کہ البتہ کسی نے جھگڑا کیا ہے مجھے قراءت مین ۔ شعبہ کہتا ہے کہ مین نے کہا قتادہ سے
گویا کہ حضرت نے مکروہ سمجھا پڑھنے کو تو اسنے کہا اگر حضرت مکروہ سمجھتے البتہ منع کرتے
اس سے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک آدمی نے سبح اسم پکار کے پڑھی تھی
کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ مجکو خلجان مین ڈالا ۔ اور آپنے نفس پڑھنے کو منع نہین کیا

پس تم شکار کرو) دلیل قطعی ہے اور تمہاری تعریف سے لازم آتا ہے کہ بعد احرام
کھولنے کے شکار کرنا فرض ہو جاسئے حالیکہ وہ تمہارے مذہب مین بھی فرض نہین اور
اسیطرح قولہ تعالیٰ إِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ (جسوقت تمام
کیجاوے نماز پس پھیل جاؤ زمین مین) دیکھو بعد نماز کے پھیل جانا زمین مین
دلیل قطعی سے ثابت ہے اور یہ فرض نہین حالانکہ یہ تعریف تمہاری صادق آتی ہے
اُسپر پس چاہیے کہ اسکو تم فرض کہو **قولہ** تعریف واجب وہ ہے جو ثابت ہوا ہو
دلیل ظنی سے ثواب دیا جائیگا کرنیوالا اُسکا اور عذاب دیا جائیگا چھوڑنیوالا اُسکا
اور نہ کافر ہوگا منکر اُسکا **اقول** تعریف واجب کی صرف اتنی ہے کہ واجب وہ ہے
جو ثابت ہوا ہو دلیل ظنی سے اور اُسکے بعد کی عبارت وہ حکم ہے واجب کا پس تری
یہ تعریف بھی منقوض ہے کیونکہ نیت اور قعدہ اخیرہ باعتبار اصول تمہارے کے
دلیل ظنی سے ثابت ہے تمہاری تعریف سے لازم آتا ہے کہ یہ واجب ہون اور تمہارے
فقہ کی کتابو نمین لکھا ہے کہ یہ فرض ہے اور آمین کہنا اور تکبیرات انتقال یعنی رکوع
وسجدہ مین جاتے اور اُٹھتے اللہ اکبر کہنا دلیل ظنی سے ثابت ہین اور تمہاری
تعریف سے لازم آتا ہے کہ انکو واجب کہو حالیکہ تمہاری فقہ مین لکھا ہے کہ یہ سنت
ہین **قولہ** سنت بموجب معنی سنت وہ ہے جو قول وفعل نبی کریم متعلق مسائل دینیات
کے ہو **اقول** سنت جو مقابل فرض وواجب کے بولی جاتی ہے اُسکا یہ معنی نہین ہے
کیونکہ یہ معنی تو فرائض و واجبات وغیرہ پر بھی صادق آتا ہے اسلئے کہ اِنکے بھی
متعلق قول وفعل نبی ہے ہان سنت جو بمعنی حدیث ہے اُسکا یہ معنی ہوسکتا ہے
قولہ چونکہ حدیث قولی دلیل قطعی ہے لہذا ارجح ہے اور یہ فعلی ہے **اقول** اچھا مت
بھالو اب تو تمنے خود اپنی زبان سے اقرار کرلیا کہ قراۃ فاتحہ خلف امام فرض ہے کیونکہ
یہ بھی تو حدیث قولی سے ثابت ہے جسکو تم دلیل قطعی تسلیم کر چکے اور فرض کی

معلوم ہوئی آجتک کلکتہ مین کسی نے ڈھنگ سے تو گفتگو نہین کی جو کوئی مرجیہ آیا
تھجے وہ وہی بات تو نہین بند ہو کر بھاگ گیا ایک مرتبہ عبد الشکور مرجیہ بچاس ایک بدمعاشوں کو
ساتھ لیکر چاندنی مین آیا تھا بہ نیت فساد اور بظاہر مین کہتا تھا ہم مناظرہ کرینگے
ہماری جانب سے یہ جواب ہوا تھا کہ پہلے سرکاری انتظام ہو جائے تاکہ دنگہ فساد
نہو بعد کو چاہے سارے مرجیہ اکٹھے ہو کر آجائین ہم بالبر گفتگو کرینگے لیکن چونکہ
یہ بات اُنکے مقصود کے خلاف تھی ہرگز اُسکو تسلیم نکیا اور چلتے ہوئے۔ اسیطرح بار ایک
گاؤن مین مناظرہ کے لیئے گئے تھے مگر عبد الشکور مرجیہ نے جب دیکھا کہ یہان تو دنگہ
نہین کرا سکتے تو بہانہ کرکے سر کو پٹی باندھکر گھر مین لیٹ رہا ہر چند بلایا مگر نہین آیا
اب بھی اگر کسیکو عزت ہے تو سرکاری انتظام کرکے میدان مین آجائے انشاء اللہ تعالی
تقلید و غیر مسلکی و ہجبان اوڑا دیجائینگی **قولہ** تعریف فرض وہ ہے جو ثابت ہوا
دلیل قطعی سے ثواب دیا جائیگا فاعل اُسکا اور عذاب دیا جائیگا تارک اُسکا اور کافر
ہوگا منکر اُسکا **اقول** یہ تعریف غلط ہے کیونکہ فرض کی تعریف تیری عبارت منقطع
اتنی مذکور ہے (کہ فرض وہ ہے جو ثابت ہوا ہو دلیل قطعی سے) اور اسکے
مابعد کی عبارت وہ حکم ہے فرض کا اور تعریف سے حکم خارج ہوتا ہے دیکھ لینے
فقہ و اصول کو پس حکم کو تعریف کے ساتھ شامل کر دینا سراسر تیری جہالت ہے باقی
رہی یہ تعریف پس یہ جامع نہین اپنے افراد کے لئے کیونکہ تمھارے مذہب مین قعدہ
آخیرہ مقدار تشہد کے فرض ہے اور وہ ثابت ہے خبر واحد سے کہ وہ ظنی ہے نہ
قطعی پس تیری تعریف سے لازم آتا ہے کہ وہ فرض نہین اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ
مین نیت فرض ہے حالنکہ وہ تعریف تمھاری سے خارج ہے کیونکہ خبر واحد انما الاعمال
بالنیات سے ثابت ہے اور وہ قطعی نہین۔ اور یہ تعریف مانع بھی نہین دخول
غیر سے کیونکہ آیۃ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (جب حلال ہو تم یعنی احرام کھولو

جو جو افعال نبی کریم علیہ التسلیم اور آپ کے اصحاب رضہ سے اسانید صحیحہ سے ثابت
ہین ان سب پر اہلحدیث عمل کرتے ہین پس اہلحدیث بفحوائے قول آنحضرت ؐ
ما انا علیہ واصحابی کے ناجی ثابت ہوگئے اور فرقہ حنفیین مبتدعین جو کہ اہل
ہوا ہین اور مصداق ہین سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بہم تلک الاھواء
کما یتجاری الکلب بصاحبہ لایبقی منہ عرق و لامفصل الا دخلہ کے ناری
ثابت ہوگئے **قولہ** اس جگہہ پر مجکو قول رحیم بخش الخ **اقول** ارے حجام تجکو تو
دشمنین بھی نظر نہین آتا خیر اگر شہادت الفریقین کی عبارت تیری نظر نہین آتی
تو اب مین تجکو دکھلاتا ہون ذرا انکھین کھولکر دیکھ وہی ہذہ **وجہ ۹** یہ ہے کہ
فرقہ حنفیہ مرجیہ کوفیہ بباعث عقیدہ گندیدہ ارجاء کے فرق ضالہ اہل ہوا و بدعت
مین داخل ہے اور طائفہ ناجیہ مہدیہ محمدیہ اہل السنۃ والجماعۃ عامل ما انا علیہ
واصحابی سے خارج ہے انتہی ۔ اس عبارت مین طائفہ کا عطف فرق ضالہ
پر ہے اور ناجیہ مہدیہ محمدیہ اہل السنۃ والجماعت عامل ما انا علیہ واصحابی یہ
اوصاف ہین اسی طائفہ کے پس مطلب اسکا یہ ہوا کہ فرقہ حنفیہ گمراہ فرقون مین سے
ہے اور طائفہ ناجیہ مین سے نہین ہے جسکی یہ صفتین ہین **قولہ** عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلعم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون الخ
اقول یہ حدیث ان لوگون کی شان مین ہے جنھون نے جھوٹی جھوٹی حدیثین
بنا کر لوگون کو گمراہ کردیا جیسا کہ کسی کذاب دجال نے ابوحنیفہ سراج امتی کی
حدیث گھڑکر تملوگون کو چاہ ضلالت مین ڈالدیا ایسا ہی من قرأ خلف الامام
فلا صلوۃ لہ اور من رفع یدیہ فلا صلوۃ لہ اور طرح طرح کی جھوٹی حدیثین
بناکر احناف کو بڑے فتنہ مین ڈالدیا اور صراط مستقیم سے الگ کردیا ۔ اور
ہملوگ اہلحدیث تو جھوٹی حدیثین بنانے والے کو جہنمی سمجھتے ہین اور جھوٹی حدیثون

تعریف تمنی ہی کی ہے کہ فرض وہ ہے جو ثابت ہوا ہو دلیل قطعی سے۔ لیں اب
حکم فرض خواہ مخواہ تمپر جاری ہوگا یعنی قرارة فاتحہ خلف امام کروگے تو تمکو ثواب
دیا جائیگا اور اگر اُسکے تارک ہوگے تو تمکو عذاب دیا جائیگا اور اگر اُسکا انکار کروگے تو
کافر ہو جاؤگے **قولہ** غرض کہ فرض ہونا قرارت فاتحہ خلف الامام تعریف فرض سے خارج
ہے الخ **اقول** ابھی تو نیز یہ قول سے ثابت ہو چکا کہ فرض کی تعریف مین داخل ہے
پس اب تو اگر منکر ہوگا تو کافر ہو جائیگا۔ اور صحابہ کرام رض مین تو کوئی بھی آہستہ
قرارت فاتحہ خلف امام کا منکر نہین تھا یہ تمھاری خام خیالی ہے اور صحابہ کرام اور تابعین اور تباع
تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بُرا کہنا اور اہلحدیث کو جو متبعین اللہ تعالی و
رسول کے ہین بُرا کہنا اور اُنکے بُرے بُرے نام رکھنے اور خاصکر جناب عمدة المفسرین
زبدة المحدثین مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب اور اُنکے شاگردان ذیشان دام
فیضہم کے حق مین کلمات ناشایستہ بکنے۔ اور جناب فیضمآب امیر المومنین عمدة المفسرین
زبدة المحدثین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر کی شان مین کلمات
نازیبا زبان سے نکالنے ان حنفیون مرجیون بدعتیون کا کام ہے مثل تفضل حسین
دجال کذاب خانہ خراب اور عبد الشکور مرجیہ ضلالت مآب کذاب اور عبد القادر
ہگلوی اکذب الکاذبین راس الشیاطین اور اُنکے معتقدین کلاب کے۔ اور یہ
مبتدعین مذمومین مقبوحین جو عداوت رکھتے ہین اہلحدیث منصورین
ممدوحین سے۔ اُسکی وجہ یہ ہے کہ اہلحدیث تو اتباع اللہ و رسول کا بتلاتے ہین
اور شرک و بدعت سے منع کرتے ہین۔ اور مبتدعین اللہ و رسول کی فرمانبرداری
سے سیکڑون کوس بھاگتے ہین اور شرک و بدعت کو کرنا اپنا دین و ایمان سمجھتے
ہین۔ اور جبکہ ثابت ہو چکا کہ قراة فاتحہ خلف امام کا رسول اللہ صلعم نے
امر کیا اور صحابہ رض نے اُسپر عمل کیا اور آمین بالجہر اور رفع الیدین وغیرہ

جسکو اپنی اصطلاح مین واجب کہتے ہین اُسکا ثبوت قرآن و حدیث مین کہین نہین یہ اونکی اپنے گھر کی گھڑت ہے اور با وجودیکہ خود حنفی بھی لفظ وجوب کو ساتھ معنے فرضیۃ کے استعمال کرتے ہین اور وہان وجوب اصطلاحی مراد نہین ہوتا جیساکہ فقہ حنفیہ کی کتابون مین لکھتے ہین اَلحجُ واجبٌ اَلزکوٰۃُ واجبۃٌ اَلصّومُ ضربانِ واجبٌ و نفلٌ اور مراد وجوب سے یہان فرضیت ہے کیونکہ حج اور زکوۃ اور روزہ رمضان فرض ہے دیکھو ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ اور احادیث مین بھی واجب ساتھ معنی فرض کے آیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ حقٌ واجبٌ الحدیث اور پھر یہ کہتے ہین کہ قراۃ فاتحہ رکن ہے نزدیک امام شافعی رہ کے جیساکہ ہدایہ مطبوعہ مطبع مصطفائی کے ص۱ مین ہے لایقرء المؤتم خلف الامام خلافاً للشافعی فی الفاتحۃ لہ ان القراءۃ رکن من الارکان فیشترکان فیہ ترجمہ نہ پڑھے مقتدی امام کے پیچھے خلاف ہے امام شافعی رح کا فاتحہ مین دلیل اونکی یہ ہے کہ قرارۃ فاتحہ کی ایک رکن نماز کے رکنون مین سے ہے پس شریک ہونگے دونون یعنی امام اور مقتدی قراۃ فاتحہ مین۔ اور مشکوۃ المصابیح کے ص۸ مین حاشیہ پر تحریر ہے قولہ لاصلوۃ الخ قد استدل الشافعی رح و احمد رح فیما ھو المشھور من مذھبہ علی تعیین الفاتحۃ وکونھا رکناً فی الصلوۃ بھذا الحدیث ترجمہ قول حضرت کا لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب دلیل پکڑی ہے امام شافعی رح نے اور امام احمد رح نے اس روایت مین کہ مشہور ہے اونکے مذہب مین اوپر معین کرنے فاتحہ کے اور ہونے اُسکے کے رکن نماز مین اس حدیث کے ساتھ ـ اور منیۃ المصلی مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی کے ص۸۶ کے حاشیہ پر صغیری سے نقل کر کے لکھا ہے فان قراءتھا (الفاتحہ) واجبۃ

پر عمل کرنا حرام جانتے ہین اور جس طریق پر ہم ہین یہی طریق نبی کریم علیہ التسلیم سے
ساتھا اسانید صحیح کے ثابت ہے اللہ تعالی ہمکو اسی پر ثابت قدم رکھے اور خاتمہ
بالخیر کرے آمین یا رب العالمین **قولہ** مشکوۃ المصابیح کے ۸۱ کے حاشیہ پر جو
عبارت کہ تحریر ہے اس سے بھی فرض ہونا فاتحۃ الکتاب کا ثابت نہین وھو ھذا
فاعلم ان مذھب الشافعی وجوب قراءۃ فاتحۃ علی الماموم فی السریۃ و
الجھریۃ الخ **اقول** اگر تجکو ذرا بھی بہرہ علم سے ہوتا تو یہ عبارت تیری سمجھ مین
ضرور آجاتی کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک فرض و واجب ایک چیز ہے دیکھو شرح
وقایہ مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۳۸ مین وعند الشافعی لا فرق بین الفرض و الواجب
علی ما عرف فی اصول الفقہ فعندہ افعال الصلوۃ اما فرائض و اما سنن
و اما مستحبات ترجمہ اور امام شافعیؒ کے نزدیک کچھ فرق نہین فرض اور
واجب کے درمیان اوپر اسکے جو جانا گیا ہے فقہ کے اصول مین پس نزدیک
شافعی رہ کے نماز کے افعال یا فرض ہین اور یا سنت اور یا مستحب انتہی
افسوس تجکو اپنے گھر کے مسائل سے بھی واقفی نہین حالانکہ یہ مذہبون مین شرح وقایہ
بڑی معتبر اور مشہور کتاب ہے اور اکثر اسکی درس و تدریس رہتی ہے لیکن جو تیرے
سنگ بدمذہب تھے اسکو بھی نہ دیکھا اور ناحق دعوی باطل کر بیٹھا کہ مشکوۃ کے حاشیہ
کی عبارت سے بھی فرض ہونا فاتحۃ الکتاب کا ثابت نہین جسکی باعث سے رسوائی
دارین حاصل ہوئی افسوس پیغمبر کا یہ فرمان بھی یاد نہ رہا الصدق ینجی و
الکذب یھلک ہے مانا کہ عربی عبارت کے پڑھنے اور سمجھنے کی تجکو بالکل لیاقت نہین لیکن
ذرا مالابد منہ فارسی کا تو مطالعہ کر لیا ہوتا ۔ مالابد مطبوعہ مطبع محمدی کے صفحہ ۱۲ مین ہے
نزد امام اعظم فرض از واجب جداست الخ و دیگر آئمہ در فرض و واجب فرق
نمیکنند انتہی اور اہلحدیث کے نزدیک بھی فرض اور واجب ایک چیز ہے اور حنفی

منکر ہین لپس بموجب قاعدہ شما معاذ اللہ یہ کافر ہوئے۔ اور جو تھائی داڑھی کا
مسح امام ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ہے اور امام ابو یوسف اس فرضیت کے
منکر ہین اور کہتے ہین کہ تمام داڑھی کا مسح فرض ہے پس بموجب قاعدہ شما ابو حنیفہ
کے نزدیک ابو یوسف کافر ٹھہرے اور ابو یوسف کے نزدیک ابو حنیفہ کافر ہوئے
پس بموجب قاعدہ شما ارض مقدس کے وارث کافر ٹھہرے کیونکہ وہ حنفی ہین۔
پس بقول شما تکذیب قول خدا لازم آگئی معاذ اللہ حالانکہ جو مطلب آیۃ کریمہ کا
تمنے سمجھہ رکھا ہے جس سے تکذیب قول خدا استغفر اللہ لازم آئی وہ سراسر
غلط ہے اب جو جواب ہمارے اعتراضات کا تجویز کرو گے وہی جواب ہماری طرف
سے بھی سمجھہ لینا۔ اب ہم آیۃ کریمہ کا مطلب تحریر کرتے ہین وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ
مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ترجمہ اور البتہ
تحقیق لکھدیا ہے ہمنے زبور مین پیچھے ذکر کے تحقیق زمین وارث ہون گے
اسکے نیک بندے میرے۔ تفسیر جلالین مین لکھا ہے أَنَّ الْأَرْضَ ارض الجنۃ یعنی
اس آیۃ کریمہ مین ارض سے مراد زمین جنت کی ہے اور تفسیر ابو السعود
مین اس آیت کے تحت لکھا ہے عن ابن عباس رضی ان المراد الارض الجنۃ۔
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہے کہ تحقیق جنت کی زمین مراد ہے۔ اور تفسیر کبیر
مین ہے کہ اللہ تعالی کے اس قول مین (أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ)
کئی وجہ ہین اول تو یہ کہ زمین سے مراد بہشت کی زمین ہے اور صالحین بندو
سے مراد ایمان والے لوگ ہین جو کہ اللہ تعالی کے پورے پورے فرمانبردار ہین
پس اس آیۃ کریمہ کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے لکھدیا ہے انبیا علیہم السلام کی
کتابونمین اور لوح محفوظ مین یہ کہ جنت کا وارث وہ شخص ہوگا جو کہ اسکے نیک
بندونمین سے ہے اور یہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور سعید بن جبیر

عندنا (الحنفیة) وعند الائمة الثلاثة فرض ۱۲- ترجمہ پس تحقیق شرعنا سورہ فاتحہ کا واجب ہے ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کے اور تینون امامون کے نزدیک فرض ہے - اور الابنہ چھاپہ محمدی کے ۲۳ مین ہے ونزد شافعی و احمد فاتحہ خواندن فرض ست - اور اس عبارت کی تحت مین بطور حاشیہ کے لکھا ہے بلکہ نزد امام مالک نیز کذا فی الشمنی اور بھی ۲۴ مین ہے وقرارت برمقتدی فرض ست نزد شافعی **قولہ** اب تتمہ یہ ہے کہ جس حالمین کہ حنفی او شافعی اور مالکی حنبلی بموجب دعوی شما جبکہ کافر ہوے تو تکذیب قول خدا لازم آویگی الخ **اقول** ہمنے تمہاری معتبر کتابون سے ثابت کردکھایا کہ ائمہ ثلاثہ قراءۃ فاتحہ کو فرض کہتے ہین اور حنفی اس فرض کے منکر ہین پس بموجب قول شما تینون امامونکے نزدیک حنفی بلکہ خود ابو حنیفہ کافر ٹھہرے اور امام احمدؒ کے نزدیک کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا اور تمام سر کا مسح کرنا اور پے در پے دہونا وضو مین فرض ہے اور بسم اللہ پڑہنا اور نیت اور ترتیب وضو مین امام احمدؒ اور شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام مالک کے نزدیک بھی سارے سر کا مسح فرض ہے اور کل حنفی ان فرائض مذکورہ کے منکر ہین اور یہ انکار انکی کتابو نمین مطبوع ہے پس بموجب قاعدہ مستمرہ شما حنفیونکا کفر لازم آگیا اور اطمینان رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ بین السجدتین مین اور تشہد اور درود نبی صلعم پر اور لفظ سلام کے ساتھ نماز سے باہر آنا امام احمدؒ اور شافعی کے نزدیک فرض ہین اور حنفیون کے نزدیک فرض نہین پس بموجب قاعدہ مستمرہ تمہارے کے سب حنفی کافر ثابت ہوگئے - اور خروج بفعل المصلی یعنی کوئی ایسا کام کرکے جو نماز کے منافی ہو نماز سے باہر آنا فرض ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور امام محمد اور ابی یوسف اور امام احمد اور شافعی اور مالک سب کے سب اس فرض کے

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآية ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے
اُن لوگون سے کہ ایمان لائے تم مین سے اور کام کیے اچھے البتہ خلیفہ کریگا
اُنکو زمین مین جیسا کہ خلیفہ کیا تھا اُن لوگون کو کہ پہلے اونسے تھے اور قول
اللہ تعالی کا قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ
لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ترجمہ
کہا موسی نے اپنی قوم کو مدد چاہو تم ساتھ اللہ کے اور صبر کرو تحقیق زمین اللہ
ہی کی ہے وارث کرتا ہے اُسکا جسکو چاہے اپنے بندونمین سے اور آخر واسطے
پرہیزگارون کے ہے۔ اور ثالث وجہ یہ ہے کہ وہ زمین بیت المقدس کی ہے کہ
وارث ہوتے ہین اُسکے صالحین اور دلیل اُسکی یہ قول اللہ تعالی کا ہے وَأَوْرَثْنَا
الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا
فِيهَا ترجمہ اور وارث کردیا ہمنے اُن لوگونکو جو ناتوان (یعنی حقیر) شمار کیے
جاتے تھے مشرقون زمین کا اور مغربون اُسکا کا جو کہ برکت رکھی تھی ہمنے اُس زمین
مین۔ پھر آخر مین وارث کریگا اللہ تعالی امت محمدیہ کو اُس زمین کا وقت نزول
حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام کے انتہی۔ پس وجوہ ثلاثہ مذکورہ مین سے وجہ
اول اولی وارجح ہے کہ آیت ان الارض یرثہا الخ مین بہشت کی زمین مراد ہے
کہ جسکے نیکوکار بندے وارث ہونگے۔ اور وجہ ثانی بھی بن سکتی ہے کہ آیۃ مذکورہ
مین دنیا کی زمین مراد ہے کہ جیسے پہلے لوگ مومنین اسکے وارث ہوتے تھے اور سلطنت
اللہ تعالی نے اپنے وعدہ کے باعث حضرت صلعم اور انکے اصحاب کو بھی وارث کیا۔ اور
وجہ ثالث بھی ہوسکتی ہے کہ اس آیۃ مین زمین مقدس مراد ہے کہ بنی اسرائیل کو
اللہ تعالی نے اُسکا وارث بنایا پھر رسول اللہ کے اصحاب رض کا اوسپر تسلط ہوا اور
پھر جب حضرت عیسی علیہ السلام تشریف لائینگے تب بھی مومنین اُسکے وارث ہونگے

اور عکرمہ اور سدی اور ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہم کا ہے اور ان لوگون نے
اسبات کو کہ ارض سے مراد یہانپر جنت کی زمین ہے چند دلائل کے ساتھ موکد
کیا ہے اول یہ کہ اللہ تبارک وتعالی نے سورہ زمر مین فرمایا ہے وَقَالُوا الْحَمْدُ
لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ
فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ؕ ترجمہ اور کہینگے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے
سچا کیا ہمسے وعدے اپنے کو اور وارث کیا ہمکو زمین کا (یعنی جنت کی زمین کا)
جگہہ پکڑ لیتے ہین ہم بہشت مین سے جہان ہم چاہین پس بہت اچھا ہے ثواب عمل کرنیوالو
ن یہ بات مومنین اسوقت کہین گے جب وہ بہشت مین داخل ہونگے پس وہ جو
وعدۂ الہی ہوا ہے کہ میرے نیکوکار بندے زمین کے وارث ہونگے وہ اسوقت
پورا ہوگا جب اللہ جلشانہ انکو بہشت کی زمین کا وارث بناویگا) دوسرے یہ کہ
بہشت کی زمین کے ساتھ صالحین مختص ہین کیونکہ وہ انہین کے لئے پیدا کیگئی
ہے اور اور لوگ جو انکے ساتھ بہشت مین جاوینگے سو وہ انکے بالتبع لیکن دنیا
کی زمین سو وہ کچھہ صالحین کے ساتھ خاص نہین ہے انکے نیکوکار بھی وارث
ہوتے ہین اور بدکار بھی سوئم یہ کہ باریتعالی نے قبل اس آیت کے قیامت کا
حال بیان کیا یہانتک کہ فرمایا جیسے کہ پہلی بار کی پیدایش ہے انکو دوبارہ کرینگے ہم اسکو
اور دوبارہ پیدا ایش کے بعد ایسی زمین جسکے صالحین بندے وارث ہون سوا
جنت کے اور کوئی نہین چہارم یہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ وہ بہشت کی زمین ہے
پس تحقیق وہ سفید اور صاف ہے - اور ثانی وجہ یہ ہے کہ زمین سے مراد دنیا
کی زمین ہے کیونکہ سبحانہ وتعالی دنیا مین بھی مومنین کو زمین کا وارث کرتا ہے اور
یہ قول کلبی کا ہے اور ابن عباسؓ کا بھی ایک روایت مین اور اسکی دلیل اللہ سبحانہ
تعالی کا یہ قول ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ

اللہ کی اور رسول کی پس اگر پھر جاؤ تم پس بیشک اللہ نہین دوست رکھتا کافرونکو
پس ثابت ہوا کہ مضلین جو کہ اللہ و رسول کی اطاعت سے پھر گئے ہین اونکا اس
آیت سے کافر ہونا ثابت ہوگیا پس کیا دلیل ہے کہ ہم ایسے لوگونکو کافر کہین اسپر
بھی اگر بدمذہب مثل ان لوگون کے جو کہین کہ مرغی کی دو ٹانگین نہین ہوتی
اور آفتاب دنکو نہین نکلتا اور آسمان ہمارے اوپر نہین فرض ہونے قراءۃ
فاتحہ کا انکار کیے جائین اور قراءۃ فاتحہ خلف امام کے قائل نہون تو ثابت کردکھائین
کسی نص صریح قرآنی سے یا کسی حدیث صحیح صریح سے کہ قراءۃ فاتحہ خلف امام جائز نہین
اور بغیر اسکے نماز ہو جاتی ہے اور جن امور کو تقلیدًا فرض مان رکھا ہے اور انکی
فرضیت قرآن کریم سے ثابت نہین اونکو بھی نص صریح قرآنی سے بدمذہبونکو ثابت
کرنا ہوگا ورنہ اپنے امام غیر معصوم کی خطا کے قائل ہون اور اسکی تقلید سے توبہ
کرین اور متبع سنت کے بنجائین - اب ہم ایک امر اور بھی تحریر کیے دیتے ہین کہ جمیع
بدمذہبان کو یہ اقرار ہے کہ ہم اپنے مذہب کے خلاف ہرگز نہ کہینگے اگرچہ قرآن و حدیث
کے برخلاف ہو لیکن رسالہ انتخابۃ الاسلام کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تفضل حسین
حجام شاہجہانپوری کو اس سے انکار ہے دیکھو اول تو عبادہ بن الصامت رض کی
ایک روایت مین محمد بن اسحق کو پاکر اوسپر تدلیس کا جرح کیا حالانکہ حنفی مذہب مین
تدلیس جرح نہین دوسرے سوائے روایت محمد بن اسحق کے اور روایتین قراءۃ
فاتحہ خلف الامام کے بارے مین صحیح سندون کے ساتھ موجود ہین انکو بھی حجت نمانا
حالانکہ حنفی مذہب مین ضعیف حدیث بھی حجت ہے اور امام ابو حنیفہ رح نے
فرمایا ہے کہ میرے قول کو چھوڑ دینا ساتھ حدیث رسول اللہ صلعم کے لیکن انکے
مقلد تو اس قول پر ہرگز عمل نہین کرتے اپنے امام کے منھہ بھی کلمات نکالتے ہین
بڑے ہی بے ادب ہین - سوم یہ کہ نماز مین مطلق قراءۃ قرآنکی فرضیت کا بھی

لیکن وہبیؔن اخیر بین سے یہ مطلب سمجھنا کہ ارض مقدس وغیرہ کا جو کوئی وارث ہوگا
سو وہ صالح ہی ہوگا بالکل غلط ہے کیونکہ داود وسلیمان علیہما السلام کے بعد بھی
کفار بیت وارث ہوئے تو کیا وہ سب صالحین تھے خاصکر حضرتؐ کے زمانہ
مین بیت المقدس کفار کے قبضہ مین تھی بھلا آنحضرتؐ سے بڑھکر بھی کوئی صالح تھا
- پھر باریتعالی نے فرمایا ہے اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ٭ لفظ ہذا
سے اشارہ ہے طرف اُن چیزون کے جو اس سورۃ مین ذکر کیگئین یعنی خبرین اور
نصیحتین اور وعدے وعید اور بلاغ کے معنی کفایت کے ہین اور عابدین
سے مراد عالم باعمل ہین پس آیۃ کریمہ کا ترجمہ یہ ہوا کہ تحقیق اسمین (یعنی نصایح
وغیرہ مین) البتہ کفایت ہے واسطے قوم عابدین کے (یعنی عالمین باعمل کے)
پس قرآن کریم مین یہ بیان کہین بھی نہین کہ سراسر اللہ و رسول کا خلاف کئے
جائے مگر ارض مقدس یا حجاز کی ولایت کا وارث ہوجانے سے عابدین صالحین
مین سے وہ محسوب ہوجائیگا اور نہ کہین یہ مذکور ہے کہ جولوگ اللہ اور اُسکے رسول
کے متبع ہین اگر وے تھوڑے ہون تو حق نہین اور جو لوگ مشرک اور بدعتی اور
پورے دشمن اللہ و رسول کے ہین اور اللہ تعالی نے جسکا اتباع فرض کردیا ہے
اُسکے اتباع کو فرض نہین جانتے اور اُسکے غیر کے اتباع کو اپنے اوپر لازم اور فرض
کرلیا ہے اگر وہ بہت ہون تو حق پر ہین آور اگر دعوی محبت الٰہی کا ہے تو کیا تمکو
کتاب اللہ مین کہین یہ نظر نہین آتا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ
اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ٭ ترجمہ کہدے (اے محمدؐ) اگر محبت رکھتے ہو تم
اللہ سے تو پیروی کرو میری اللہ تمکو دوست رکھیگا اور بخشدیگا تمھارے گناہونکو
- وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٭ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے - قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ٭ کہدے اے محمدؐ فرمانبرداری

والعبادلة الثلاثة جسکا ترجمہ یہ ہے اور تینون عبد اللہ - چہارم یہ کہ قد
وثقہ العجلی کا ترجمہ صفحہ ۹ کی پہلی سطر مین لکہا ہے البتہ ثقاہت بہی اوسکی
حالانکہ یہ ترجمہ اسکا بالکل غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے وثاقت بیان کی اوسکی
عجلی نے - اور عجلی ایک شخص کا لقب ہے - پنجم غلطی یہ کہ صفحہ ۳ کی سطر ۱۶ مین
لکہا ہے لاصلوۃ بجار المسجد بلکہ اسکے سوا اور تین مقام پر بھی یون ہی
لکہا ہے حالانکہ اسطرح نہین ہے بلکہ یون ہے لاصلوۃ لجار المسجد الخ
ششم غلطی یہ کہ صفحہ ۱۰ کی سطر ۲ مین لکہا ہے یجری بفاتحۃ الکتاب یعنی
یجری کو راء مہملہ کے ساتھ لکہا ہے چنانچہ حاشیہ پر ترجمہ بھی موافق اسکے کیا ہے
حالانکہ اسطرح نہین ہے بلکہ یجزی زاء معجمہ کے ساتھ ہے - اور بھی صفحہ ۲۰ کی سطر
۹ مین ہے اخرج قتادۃ جسکا ترجمہ حاشیہ پر یہ کیا ہے نکالا قتادہ نے اور
صحیح یون ہے اُخْرِجَ فَنَادِ جسکا ترجمہ یہ ہوا کہ نکل پس پکار دے - اب ہم اس
رسالہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہین اللھم ثبتنا علی الصراط المستقیم واجعلنا
فی اتباع نبیک الکریم ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر
الفاتحین وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ۵ + + + +

تمت

انکار کر دیا کیونکہ آیت فاقرءوا ما تیسر کو تمام جہان کے خلاف اور [illegible]
آیت ورتل القرآن ترتیلا کا ناسخ ٹھہرا دیا ہے چہارم یہ کہ جب اپنے پر تہمت الزام
آیا اور اسکا جواب نہ دے سکے تو خواہ مخواہ بیچارے مصنف نور الانوار کی خطا
[illegible] کہ جب ان دونوں آیتوں کو نماز میں لیتے ہیں تو
[illegible] کے حق میں تعارض لازم آئیگا کیونکہ آیت
[illegible] کو پڑھنے کا حکم ہے خواہ امام ہو یا ماموم
[illegible] اذا قرئ القرآن سے سمجھا جاتا ہے کہ ماموم نہ پڑھے پس ہم
کہتے ہیں کہ اسیطرح ابو حنیفہ کی خطا کے بھی قائل ہو جاؤ اور یہ سب جھگڑے
چھوڑ دو اور جسطرح آنحضرت صلعم نے قرآن کو سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے اور اسیکو
مانو اگر آیت اذا قرئ القرآن سے مقتدیوں کو قراءۃ فاتحہ کی ممانعت ہوتی تو آنحضرت
صلعم بعد نزول آیۃ کریمہ کے قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا کیوں حکم فرماتے کیونکہ آیت
مکی ہے اور عبادہ بن الصامت کی حدیثیں مدنی ہیں۔ اب ایک اور بھی امر تحریر
کرتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ فضل حسین حجام جاہل ہے لیکن آج
اس رسالہ مذکور کے لکھنے سے بہت لوگوں پر اسکی جہالت ظاہر ہوگئی اب ہم اسکے معتقدین
کی خاطر اسکی چند غلطیاں مثل مشت نمونہ خروارے کے تحریر کر دیتے ہیں جنسے اسکی
جہالت کا خوب اظہار ہے دیکھو اول اسکے رسالہ مذکور کے ص۳ سطر ۵ میں ہے
فی الصلوۃ الفجر اور اصل میں صحیح یوں ہے فی صلوۃ الفجر کیونکہ صلوۃ مضاف
ہے فجر کی طرف اور مضاف پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا دوم غلطی یہ کہ صفحہ ۴ کی سطر
۱۵ میں لکھا ہے عن ثمانین نفراً اور ترجمہ صفحہ ۵ کی سطر ۱۴ میں کیا ہے آٹھ نفر حالانکہ
ثمانین اسی کو کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ صفحہ ۴ کی سطر ۱۶ میں ہے والعبادلہ الثلاثۃ جسکا
ترجمہ یوں کیا ہے اور عباد واسطے اسکے تین دیکھو صفحہ ۵ کی سطر ۴ اکو اور چاہیئے یوں تھا